انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوھرِ حکمت
(اٹھارھواں شمارہ)

سیرتِ امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام (حصہ اول)

حسن بن علی المجتبیٰ

یَا اَبَا مُحَمَّدٍ یَا حَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ اَیُّهَا الْمُجْتَبٰی یَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهِ
یَا سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَی اللّٰهِ
وَقَدَّمْنَاكَ بَیْنَ یَدَیْ حَاجَاتِنَا یَا وَجِیْهًا عِنْدَ اللّٰهِ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

THE BARON
HOTEL & RESTAURANTS
PLATINUM SPONSOR

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (اٹھارہواں شمارہ)

سیرتِ امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام

(حصہ اوّل)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	سیرتِ امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام (حصہ اوّل)
اقتباس از	:	منتہی الآمال۔ ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ
ترتیب	:	حجۃ الاسلام مولانا سید ہاشم عباس زیدی
		حجۃ الاسلام مولانا مجاہد حسین دامانی قمی
تصحیح	:	حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی
		حجۃ الاسلام مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی
ڈیزائنر	:	علی رضا بھانجی
تاریخ اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحارالأنوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

- مرحوم احمد علی نجفی
- مرحومہ گلشن بانو
- مرحومہ ممتاز بائی نجفی
- مرحومہ سکینہ بائی فرشتہ
- مرحوم محمد حسین چارانیا
- مرحوم محمد علی ڈوسانی
- مرحوم فرید علی ڈوسانی
- مرحومہ راضیہ بانو چارانیا
- مرحوم نور محمد ابن ولی محمد
- مرحومہ نرگس بائی بنت نور محمد
- مرحوم عمران حیدر ابن نصر حسین
- مرحومہ فاطمہ بائی بنت جعفر علی
- مرحومہ زینب بانو راجانی
- بادامی خاندان کے تمام مرحومین
- مرحوم حسنین احمد نجفی
- مرحومہ مریم بائی
- مرحومہ مریم بائی حیدر علی ملا
- مرحوم عبدالحسین راجانی
- مرحوم وزیر علی چارانیا
- مرحوم محمد علی راجانی
- مرحوم برکت علی پنجوانی
- مرحومہ آمنہ بائی ڈوسانی
- مرحوم محمد علی ابن جعفر علی
- مرحوم حیدر علی رجب علی ورتیج
- مرحومہ ارم فاطمہ بنت نصر حسین
- پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
- مرحومہ سکینہ بائی بنت بورا بھائی
- مرحوم روشن علی اکبر علی لیلانی
- مرحوم روشن علی لیلانی
- مرحوم برکت علی شیر محمد
- مرحوم غلام مہدی خواجہ
- مرحوم عبدالحسین حمیر
- مرحوم غلام حسین چارانیا
- مرحوم حیدر علی چارانیا
- مرحوم حسین علی پنجوانی
- مرحوم اکبر علی جعفر علی لیلانی
- مرحوم نصر حسین ابن جعفر علی
- مرحوم انصر حسین ابن روشن
- مرحوم حسین علی ابن بندے علی
- مرحومہ نرگس بانو راجانی
- مونی خاندان کے تمام مرحومین
- ورتیج خاندان کے تمام مرحومین

﴾ لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین
﴾ دھنجی خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحومہ ممتاز بانو زوجہ اقبال علی لیلانی
﴾ ساوانی خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم نصر علی راجانی ابن محمد علی راجانی
﴾ مرحومہ زرینہ وصی بنت وصی حیدر
﴾ راشد معراج کے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحومہ سیدہ عزیز فاطمہ بنت یوسف علی
﴾ آصف رضا کے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحومہ طاہرہ خاتون بنت عطرت حسین
﴾ سوجی خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحومہ قریشہ بیگم بنت زوار حسین
﴾ پیرانی خاندان کے تمام مرحومین

﴾ وردی والا خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم محمد بلال ابن علی رضا بھوجانی
﴾ مرحومہ سکینہ بانو زوجہ حسین علی وکیل
﴾ مرحومہ مونا فاطمہ بنت حسین علی وکیل
﴾ مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم آغا جمیل حسین ابن آغا محمد حسین
﴾ مرحوم سید محمد ناظم کاظمی ابن سید نعمت علی
﴾ مرحومہ عذار ناظم بنت سید وقار حید رضوی
﴾ مرحوم سید محمد ذوالفقار کاظمی ابن سید ناظم کاظمی
﴾ فرشتہ خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم سید وصی حیدر ابن میر نادر حسین
﴾ مرحوم رجب علی وزیر علی پوناوالا
﴾ مرحوم حسین رضا ابن محمد رضا فرشتہ

﴾ مرحوم محمد جعفر غلام حسین شریف اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحومہ اشرف بائی بنت حاجی رضا علی بادامی زوجہ حیدر علی ورتیج
﴾ مرحوم انور علی ساوانی اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم بہادر علی مہر علی باوا اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ مرحوم سید عطرت حسین رضوی ابن سید قربان علی رضوی
﴾ مرحومہ نصرہ بانو بنت حیدر علی ورتیج زوجہ صادق حسین پنجوانی
﴾ مرحوم حسین علی مرچنٹ اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین
﴾ شہداء ملت جعفریہ کے کل مرحومین ومومنات
﴾ تمام مرحومین ومومنات

قواعد وضوابط

۱۔ سوالنامہ اس بار کتاب کے ساتھ اپ لوڈ نہیں کیا جائے گا بلکہ مقررہ تاریخ ۵ سے ۱۱ جولائی ۲۰۲۰ء تک ہماری ویب سائٹ پر اپ لوڈ رہے گا اور اسی ایک ہفتہ میں جوابات submit کرنا ہو گا۔

نوٹ: سوالات کے جوابات گوہر حکمت کے کتابچے کے مطابق ہی چیک کیے جائیں گے۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں، لہٰذا ایک سے زائد جواب پر نشان ہونے کی صورت میں جواب غلط شمار ہو گا۔

۵۔ صحیح جوابات دینے والے افراد میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے کو بالترتیب مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

خصوصی انعامات

پہلا انعام :- Rs.12,000/-   دوسرا انعام :- Rs.10,000/-   تیسرا انعام : -Rs.7,000/-

چوتھا انعام :- Rs.5,000/-   پانچواں انعام :- Rs. 2,500/-

نوٹ:

- ایک سے زائد خصوصی انعام کے حقدار ہونے کی صورت میں انعامات بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائیں گے۔
- مندرجہ بالا خصوصی انعامات خواتین و حضرات میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے جائیں گے۔
- تمام شرکاء کو کم از کم ۳۳ فیصد (30/10) نمبر حاصل کرنے پر ہر نمبر کے عوض ۱۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔

۶۔ یہ کتاب ویب سائٹ youth.greenislandtrust.org اور فیس بک facebook.com/giyfpakistan سے ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے۔ اگر آپ اس کتاب سے لیے جانے والے آن لائن کوئز مقابلے میں شریک ہونا چاہتے ہیں، تو اپنے آپ کو ہماری ویب سائٹ کے لنک

youth.greenislandtrust.org/gohar_e_hikmat/ پر رجسٹرڈ کروایئے اور بتاریخ ۵ جولائی کو کوئز میں شامل ہو جائیں۔

۷۔ کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے خصوصا بیرون ملک رہنے والے مومنین ہمارے ای میل پر رابطہ کریں:
giyf@greenislandtrust.org

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۱۵ جولائی ۲۰۲۰ کو منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ ۲۵ جولائی ۲۰۲۰ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

۱۰۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے "ب" فارم / شناختی کارڈ یا اسکول رپورٹ کارڈ / فیس سلپ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

۱۱۔ اس کتابچہ سے متعلق تجاویز یا شکایات ادارہ کے e-mail پر بھیجی جا سکتی ہیں، لیکن انتظامیہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

فہرست

پیش لفظ ۸

پہلی فصل: امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت ۹

دوسری فصل: امام حسن علیہ السلام کے مختصر فضائل اور مکارم اخلاق کا بیان ۱۳

امام حسن علیہ السلام کی عبادت ۱۷

امام حسن علیہ السلام کا حِلم اور بُردباری ۲۱

امام حسن علیہ السلام کی سخاوت ۲۲

تیسری فصل: امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بعض حالات، اور معاویہ کے ساتھ صلح کے اسباب ۲۷

چوتھی فصل: امام حسن علیہ السلام کی شہادت ۴۷

امام حسن علیہ السلام کا وصیّت نامہ ۵۳

شہادت کے بعد کے حالات اور تدفین ۵۵

آپ علیہ السلام پر گریہ کرنے اور زیارت کی فضیلت ۵۹

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار بھی اس کتابچہ کے لیئے مواد معروف کتاب ''سفینۃ البحار'' کے مصنف، ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ کی کتاب ''منتہی الامال'' سے اقتباس لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شیخ عباس قمیؒ نے چہاردہ معصومین علیہ السلام کی سیرت کو مختلف عنوانات کے تحت عمدگی سے تصیف کیا ہے اور ساتھ ہی رحلت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے خلفاء اور اس دور کی مختلف مشہور شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا ہے۔ پاکستان میں پہلی بار اس کتاب کا ترجمہ محسن قوم سرکار علامہ صفدر حسین نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ نے کیا جو امامیہ پبلیکشنز پاکستان نے ''احسن المقال'' کے نام سے چھاپا۔ اس اشاعت کے لئے متن اگرچہ ''احسن المقال'' سے لیا گیا ہے۔ لیکن اردو دان طبقے کے لئے زبان کی سلاست کے پیش نظر اصل متن سے تقابل کرتے ہوئے کئی مقامات پر اردو ترجمے میں کئی اصلاحات بھی کی گئی ہیں۔

مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا سید ہاشم عباس زیدی، مولانا مجاہد حسین دامانی قمی، مولانا مصطفیٰ علی وکیل، مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی اور مولانا قمر علی لیلانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

مولانا غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی فصل: امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی ولادت

علماء کے درمیان مشہور قول کی بناء پر ہجرت کے تیسرے سال، منگل کی رات، ماہِ رمضان کی پندرہویں تاریخ کو امام حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال، آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

آپ علیہ السلام کا اسم گرامی حسن علیہ السلام ہے اور تورات میں آپ علیہ السلام کا نام شبّر ہے کیونکہ عبرانی زبان میں شبر کا معنی حسن ہی ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام بھی شبر تھا۔ آپ علیہ السلام کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ علیہ السلام کے القاب سیّد، سبط، امین، حجت، برّ، نقی، زکی، مجتبیٰ اور زاہد ہیں۔[1]

ابن بابویہ شیخ صدوقؒ نے معتبر سندوں کے ساتھ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو جنابِ فاطمہ علیہا السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس بچہ کا کوئی نام تجویز کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کا نام رکھنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہیں کروں گا۔ پھر امام حسن علیہ السلام کو زرد کپڑے میں لپیٹا گیا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُفُّوهُ فِي صَفْرَاءَ ثُمَّ رَمَى بِهَا وَأَخَذَ خِرْقَةً بَيْضَاءَ فَلَفَّهُ فِيهَا

کیا میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا کہ اس بچّے کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹو! پھر وہ زرد کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینک دیا۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو سفید کپڑے میں لپیٹا۔[1]

۱۔ جلاء العیون، مجلسی، ص ۳۷۹

ایک روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک بچے کے منہ میں دی اور شہزادہ زبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوستا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا: اس کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ علیہ السلام نے عرض کیا: اس کے نام رکھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سبقت نہیں کروں گا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں بھی اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کرتا۔ پس خداوند عالم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، زمین پر جاؤ اور انہیں میرا سلام پہنچاؤ، مبارکباد دو اور کہو:

إِنَّ عَلِيّاً مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُون

علی علیہ السلام کو آپ علیہ السلام سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی لہٰذا اس کا نام ہارون علیہ السلام کے بیٹے کے نام پر رکھو۔

جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارکبادی اور کہا: خداوند عالم فرماتا ہے اس بچہ کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اس کا نام کیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کا نام شبّر تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس بچے کا نام "حسن" رکھیئے کیونکہ شبّر عربی زبان میں حسن ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچّے کا نام حسن علیہ السلام رکھا اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، جاکر تہنیت اور مبارکباد دو اور کہو کہ علی علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی لہٰذا اس کا نام ہارون علیہ السلام کے دوسرے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

۱۔ امالی، شیخ صدوق، ص ۱۳۴، مجلس ۲۸، ح ۳ یہ روایت حضرت فاطمہ علیہا السلام اور جناب اسماء بنت عمیس سے بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ دیگر منابعِ احادیث میں موجود ہے مثلاً امالی طوسی ص ۳۶۷، صحیفۂ امام رضا علیہ السلام ص ۲۳، کفایۃ الاثر، ص ۱۹۴، ۱۹۷

جب جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہنیت و مبارکباد دی پھر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ علی علیہ السلام کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بچّے کا نام ہارون علیہ السلام کے فرزند کے نام پر رکھیں۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہارون علیہ السلام کے دوسرے بیٹے کا نام کیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: شبیر۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اس کا نام حسین علیہ السلام رکھیئے کیونکہ شبیر عربی زبان میں حسین ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچّے کا نام حسین علیہ السلام رکھا۔[1]

شیخ جلیل علی بن عیسیٰ اربلیؒ نے کشف الغمہ میں روایت کی ہے:

امام حسن علیہ السلام کا رنگ مبارک سرخ و سفید تھا۔ آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں، آپ علیہ السلام کے رخسار ہموار تھے، اُبھرے ہوئے نہیں تھے اور آپ علیہ السلام کے سینے سے ناف تک باریک بالوں کا سیدھا خط کھنچا ہوا تھا، آپ علیہ السلام کی ریش مبارک گھنی تھی اور سر کے بال بڑے رکھے ہوئے تھے، آپ علیہ السلام کی گردن چاندی کی طرح چمکتی ہوئی تھی۔ آپ علیہ السلام کی ہڈیاں قوی اور مضبوط تھیں اور آپ علیہ السلام کے کندھوں کا درمیانی حصہ کشادہ تھا، قد میانہ تھا نہ طویل نہ کوتاہ، خوش رو ہونے میں تمام لوگوں سے زیادہ بہترین اور نیک ترین ہستی تھے، سیاہ خضاب لگاتے تھے اور آپ علیہ السلام کے گھونگھریلے بال تھے۔ آپ علیہ السلام کا بدن حسین و جمیل تھا۔[2]

نیز امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے:

أَشْبَهَ الْحَسَنُ رَسُولَ اللهِ ص مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ وَ الْحُسَيْنُ أَشْبَهَ النَّبِيَّ ص مَا كَانَ مِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

۱۔ امالی صدوق، ص ۱۳۴، مجلس ۲۸، ح ۳، علل الشرائع، ج۱، ص ۱۳۷، جلاء العیون، ص ۳۷۹

۲۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط - القديمة)؛ ج۱؛ ص۵۲۵

امام حسن علیہ السلام سر سے لے کر سینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ شباہت رکھتے تھے اور امام حسین علیہ السلام باقی بدن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔[1]

اور ثقۃ الاسلام کلینی نے معتبر سند کے ساتھ حسین بن خالد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ بچے کی مبارکباد کس وقت دینی چاہیے؟ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ هَبَطَ جَبْرَئِيلُ بِالتَّهْنِئَةِ عَلَى النَّبِيِّ ص فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ وَ أَمَرَهُ أَنْ يُسَمِّيَهُ وَ يُكَنِّيَهُ وَ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَ يَعُقَّ عَنْهُ وَ يَثْقُبَ أُذُنَهُ وَ كَذَلِكَ كَانَ حِينَ وُلِدَ الْحُسَيْنُ ع أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ فَأَمَرَهُ بِمِثْلِ ذَلِك۔

جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام ساتویں دن مبارکباد دینے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے حکم سنایا کہ بچہ کا نام اور کنیت رکھیں، اس کا سر منڈوایا جائے اور عقیقہ کریں اور اس کے کان میں سوراخ کریں اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو بھی جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان ہی امور کا حکم پہنچایا۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اور دونوں کے سر کے بائیں جانب دو گیسو تھے اور دائیں کان کے نرم حصے میں سوراخ تھا اور بائیں کان میں کان کے اوپری حصے پر (سوراخ تھا) اور دوسری روایت ہے کہ وہ دونوں گیسو سر کے درمیان میں رکھے گئے اور یہ روایت بائیں جانب رکھے جانے والی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔[2]

۱۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط - القديمة)؛ ج۱؛ ص۵۴۶

۲۔ الكافي (ط - الإسلامية)؛ ج۶؛ ص۳۳

دوسری فصل: امام حسن علیہ السلام کے مختصر فضائل اور مکارم اخلاق کا بیان

صاحب کشف الغمہ نے کتاب حلیۃ الاولیاء سے روایت کی ہے:

رَأَیْتُ رَسُولَ اللهِ ص وَاضِعاً الْحَسَنَ عَلَى عَاتِقِهِ وَ قَالَ مَنْ أَحَبَّنِی فَلْیُحِبَّهُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن امام حسن علیہ السلام کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور فرمایا جو مجھ سے محبّت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس سے محبّت کرے۔[1]

ابو ہریرہ سے روایت ہے:

مَا رَأَیْتُ الْحَسَنَ ع قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَیْنَایَ دُمُوعاً وَ ذَلِكَ أَنَّهُ أَتَى یَوْماً یَشْتَدُّ حَتَّى قَعَدَ فِی حِجْرِ رَسُولِ اللهِ ص وَ رَسُولُ اللهِ یَفْتَحُ فَمَهُ ثُمَّ یُدْخِلُ فَمَهُ فِی فَمِهِ وَ یَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَ أُحِبُّ مَنْ یُحِبُّهُ یَقُولُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

میں نے کبھی امام حسن علیہ السلام کو نہیں دیکھا سوائے یہ کہ جب بھی دیکھا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام آئے اور آ کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا منہ کھولا اور اپنا منہ ان کے قریب لے گئے اور کہتے جاتے تھے کہ خدایا میں حسن علیہ السلام سے محبّت کرتا ہوں پس تُو بھی ان سے محبّت کر اور میں ہر اس شخص سے محبّت کرتا ہوں جو ان سے محبّت کرے اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ بیان فرمائی۔[2]

ابنِ شہر آشوب فرماتے ہیں:

۱۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط – القديمة)؛ ج١؛ ص٥٦٦، مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)، ج٤، ص: ٢٥

۲۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط – القديمة)، ج١، ص:٥٢٢، ٥۴۶، ٥٦٦، مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)، ج٤، ص: ٢٥

جاءَ فِي أَكْثَرِ التَّفَاسِيرِ أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَعُوذُهُمَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَلِهٰذَا سُمِّيَتِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ.

اکثر تفاسیر میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین علیہما السلام کو دو سورتوں (قل اعوذ برب الناس) و (قل اعوذ برب الفلق) کا تعویذ کرتے تھے اسی لیے انہیں معوذتین کہتے ہیں۔[1] اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَمَصُّ لُعَابَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ.

میں نے دیکھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن و حسین علیہما السلام کا لعاب دہن اس طرح چوستے تھے جس طرح کوئی شخص کھجور چوستا ہے۔[2]

اور روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار ہو گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا تو انتہائی لطف و نرمی سے انہیں پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا، جب دوبارہ سجدہ میں گئے تو بچے دوبارہ سوار ہو گئے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہر ایک کو اپنے ایک ایک زانو پر بٹھایا اور فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ.

جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ان دونوں فرزندوں سے محبت رکھے۔[3]

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

إِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ شَنْفَا الْعَرْشِ وَإِنَّ الْجَنَّةَ قَالَتْ يَا رَبِّ أَسْكَنْتَنِي الضُّعَفَاءَ وَ الْمَسَاكِينَ فَقَالَ اللّٰهُ لَهَا أَلَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَيَّنْتُ أَرْكَانَكِ بِالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ قَالَ فَمَاسَتْ كَمَا تَمِيسُ الْعَرُوسُ فَرَحاً.

۱۔مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۳؛ ص۳۸٤

۲۔مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۳؛ ص۳۸۵

۳۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۲۸

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسنین علیہ السلام عرش کے دو گوشوارے ہیں اور جنت نے کہا اے میرے ربّ! تو نے مجھے ضعفاء اور مساکین کا مسکن قرار دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرے ارکان کو حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام سے زینت دی ہے پس بہشت نے خود پر ناز کیا جیسے دلہن اپنے اوپر ناز کرتی ہے۔[1]

اور ابو ہریرہ سے روایت ہے:[2]

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ص بُكَاءَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَامَ فَزِعاً ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا الْوَلَدُ إِلَّا فِتْنَةٌ لَقَدْ قُمْتُ إِلَيْهِمَا وَ مَا مَعِي عَقْلِي وَفِي رِوَايَةٍ وَ مَا أَعْقِلُ.

ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز سنی تو آپ علیہ السلام بیتاب ہو کر منبر سے اترے (اور جا کر انہیں خاموش کیا اور واپس آئے) اور فرمایا: اے لوگوں! اولاد آزمائش ہوتی ہے، میں ان کے رونے سے ایسا بیتاب ہوا کہ گویا میرے ساتھ میری عقل نہ رہی ہو۔[3]

حسنین علیہما السلام سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبت کرنے کے باب میں ایسی احادیث جس میں انہیں اپنے دوشِ مبارک پر سوار کرنا اور ان سے محبت کرنے کا حکم دینا اور یہ کہنا کہ حسنین علیہ السلام جوانانِ جنت کے دو سردار ہیں[4] اور دونوں میرے گلدستے اور میرے باغ کے گل ہیں[5]، شیعہ اور سنی کتب میں کثرت

۱۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۱۲۷

۲۔اصل مصدر میں یہ روایت يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سے مروی ہے۔

۳۔مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۳؛ ص۳۸۵، بحار الأنوار (ط - بيروت)؛ ج۴۳؛ ص۲۸۴

۴۔الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؛ كتاب سليم بن قيس الهلالي؛ ج۲؛ ص۵۶۵

۵۔الْوَلَدُ رَيْحَانَةٌ وَرَيْحَانَتَايَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ؛ صحيفة الإمام الرضا عليه السلام؛ ص۴۵

سے پائی جاتی ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے حالات کے سلسلہ میں بھی چند احادیث جو اس مقام سے مناسبت رکھتی ہیں ذکر ہوں گی۔

کتاب حلیۃ الاولیاء[1]، ابو نعیم میں روایت منقول ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام آتے اور اس حال میں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں ہوتے اور امام حسن علیہ السلام چھوٹے تھے، وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اور گردن پر سوار ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفق و مہربانی سے اپنی پشت سے اتارتے پھر جب نماز ختم ہو جاتی تو لوگ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عرض کرتے:

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَصْنَعُ بِهٰذَا الصَّبِيِّ شَيْئاً لَا تَصْنَعُهُ بِأَحَدٍ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس بچہ سے اتنی محبت کا اظہار کرتے ہیں کہ ایسی محبت کسی ایک سے نہیں فرماتے؟ تو ارشاد ہوتا:

إِنَّ هٰذَا رَيْحَانَتِي وَإِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَعَسَى أَنْ يُصْلِحَ اللهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

یہ بچہ میرا گلدستہ ہے اور میرا یہ بیٹا سید و سردار ہے امید ہے کہ خداوند عالم اس کی برکت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔[2]

۱۔ منتہی الآمال (عربی)، چاپ جامعۃ المدرسین قم نے حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص ۳۵ کا حوالہ دیا ہے۔

۲۔ مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج٤؛ ص٢٤، كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط – القديمة)؛ ج١؛ ص٥٢٠

امام حسن علیہ السلام کی عبادت

شیخ صدوق نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ فِي زَمَانِهِ وَ أَزْهَدَهُمْ وَ أَفْضَلَهُمْ وَ كَانَ إِذَا حَجَّ حَجَّ مَاشِياً وَ رُبَّمَا مَشَى حَافِياً وَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ الْمَوْتَ بَكَى وَ إِذَا ذَكَرَ الْقَبْرَ بَكَى وَ إِذَا ذَكَرَ الْبَعْثَ وَ النُّشُورَ بَكَى وَ إِذَا ذَكَرَ الْمَمَرَّ عَلَى الصِّرَاطِ بَكَى وَ إِذَا ذَكَرَ الْعَرْضَ عَلَى اللهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ شَهَقَ شَهْقَةً يُغْشَى عَلَيْهِ مِنْهَا وَ كَانَ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ تَرْتَعِدُ فَرَائِصُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ اضْطَرَبَ اضْطِرَابَ السَّلِيمِ وَ يَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَ يَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ ع لَا يَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا قَالَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ وَ لَمْ يُرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَحْوَالِهِ إِلَّا ذَاكِراً لِلَّهِ سُبْحَانَهُ وَ كَانَ أَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً وَ أَفْصَحَهُمْ مَنْطِقا

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد نے اپنے والد سے خبر دی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے زمانہ میں عبادت اور زہد میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے، وہ سب سے افضل تھے، وہ حج کے لیے پیدل جاتے اور کبھی کبھی ننگے پاؤں سفر کرتے، جب موت کو یاد کرتے تو روتے، جب قبر کو یاد کرتے تو روتے، جب روز قیامت قبر سے اٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کو یاد کرتے تو روتے اور پل صراط سے گزرنے کو یاد کرتے تو رونے لگتے، جب اعمال کا بارگاہِ خدا میں پیش ہونا یاد فرماتے تو چیخ مار کر بیہوش ہو جاتے۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس وجہ سے کہ اپنے آپ علیہ السلام کو خداوند عالم کے سامنے کھڑا پاتے آپ علیہ السلام کے بدن کے جوڑ لرزنے لگتے اور جب بہشت اور دوزخ کو یاد کرتے تو ایسے مضطرب ہوتے جیسے (کسی کو سانپ یا بچھو ڈس جائے اور) وہ مضطرب ہوتا ہے، اللہ سے جنّت مانگتے اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے اور قرآن مجید میں جب بھی یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کی تلاوت کرتے تو کہتے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ

لَبَّیْكَ اور جب کوئی شخص آپ علیہ السلام سے ملاقات کرتا تو دیکھتا کہ آپ علیہ السلام ذکر الٰہی میں مشغول ہیں اور آپ علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ سچے اور آپ علیہ السلام کی گفتگو سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔[1]

مناقب ابن شہر آشوب اور روضۃ الواعظین میں روایت ہے:

امام حسن علیہ السلام جب وضو فرماتے تو آپ علیہ السلام کے جسم کے جوڑ لرزنے لگتے اور رنگ زرد ہو جاتا، جب آپ علیہ السلام سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

حَقٌّ عَلَی کُلِّ مَنْ وَقَفَ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّ الْعَرْشِ أَنْ یَصْفَرَّ لَوْنُهُ وَ تَرْتَعِدَ مَفَاصِلُهُ

جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس کیلئے سزاوار ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو اور اس کے جوڑوں میں رعشہ پیدا ہو اور جب آپ علیہ السلام مسجد کی طرف جاتے تو مسجد کے دروازہ پر پہنچ کر آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرماتے:

إِلَهِی ضَیْفُكَ بِبَابِكَ یَا مُحْسِنُ قَدْ أَتَاكَ الْمُسِیءُ فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیحِ مَا عِنْدِی بِجَمِیلِ مَا عِنْدَكَ یَا کَرِیم

خدایا تیرا مہمان تیرے دروازے پر کھڑا ہے، اے احسان کرنے والے تیرے پاس گناہگار آیا ہے پس اس قبیح سے درگزر کر جو میرے پاس ہے، اس خوبصورتی کے ذریعے جو تیرے پاس ہے اے کریم!۔[2]

نیز ابن شہر آشوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ ع حَجَّ خَمْساً وَ عِشْرِینَ حِجَّةً مَاشِیاً وَ قَاسَمَ اللهَ تَعَالَی مَالَهِ مَرَّتَیْنِ وَ فِی خَبَرٍ قَاسَمَ رَبَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[3]

۱۔الأمالي (للصدوق)؛ النص؛ ص۱۷۸

۲۔مناقب آل أبي طالب علیهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۴؛ ص۱۴

۳۔مناقب آل أبي طالب علیهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۴؛ ص۱۴

اپنی خوشیوں کا گھر

اپنے پیاروں کے ساتھ

- شہر کی گنجان آبادی اور فضائی آلودگی سے پاک پُر فضا مقام پر
- مختلف رہائشی اسکیموں کے درمیان مین سُپر ہائی وے M9 پر
- 120, 200, 240 اور 400 گز کے رہائشی پلاٹس آسان ماہانہ اقساط میں

بکنگ اور مزید تفصیلات کیلئے رابطہ کیجئے۔

MASKAN ASSOCIATES

MASKAN ASSOCIATES

Office # 1 Ground Floor, Zahra Residency, Plot # JM-277, Britto Road,
Near Imam Bargah Khurasan, besides Fatimiyah Boys School, Karachi.
Tel : 021-32221117, 0323-3001212

EAT QUALITY

IT'S FAMOUS BECAUSE IT'S GOOD

MFC

MEHBOOB FOOD CENTRE
CATERING & KITCHEN SERVICES

RAMADAN SPECIAL
UNFRIED & FRIED ITEMS MENU

Items	Unfried Per Dozen	Fried Per Dozen
Qeema Samosa	156	180
Aaloo Samosa	-	180
Chicken Wonton	156	180
Spring Roll	216	240
Mint Roll	216	240
Shami Kabab	276	300
Cutlets	336	360
Chicken Sticks	780	840
Dahi Baray	360 per kg	

Beef Plaow	170	Chicken Biryani	160
Chicken Plaow	160	Daal Rice (Loki)	110

Variety of Snacks

FOR HOME DELIVERY CALL US NOW AT:
021-32239834, 021-32250409, 0333-3897493, 0300-9217766

جناب امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج پا پیادہ کیئے اور دو مرتبہ یا ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ اپنا مال راہ خدا میں (اس طرح) تقسیم کر دیا (کہ آدھا مال اپنے لیے رکھ لیا اور آدھا فقراء و مساکین کو دے دیا)۔

امام حسن علیہ السلام کا حِلم اور بُردباری

آپ علیہ السلام کے حلم و بردباری کے سلسلہ میں کامل مبرد وغیرہ سے نقل ہوا ہے:

ایک دن آپ علیہ السلام سوار تھے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے آپ علیہ السلام کو دیکھا اور اس نے لگاتار آپ علیہ السلام کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس نے بہت کچھ برا بھلا کہا لیکن حضرت علیہ السلام نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ جب وہ شامی گالیاں دینے سے فارغ ہوا تو اس وقت آپ علیہ السلام نے اس کی طرف اپنا رخ کیا اور اسے سلام کیا اور ہنس کر فرمایا:

اے شیخ! میرا خیال ہے تم مسافر ہو اور کچھ باتوں نے تمہیں اشتباہ میں ڈال دیا ہے، اب اگر ہم سے رضا مندی کے خواہاں ہو تو ہم تم سے راضی ہونے پر تیار ہیں، اگر کوئی چیز مانگو تو تمہیں عطا کریں گے اور اگر ہم سے ارشاد و ہدایت طلب کرو تو ہدایت کریں گے، اگر بردباری چاہتے ہو تو عطا کریں گے، اگر بھوکے ہو تو تمہیں سیر کریں گے اور اگر لباس نہیں ہو تو لباس دیں گے، اگر محتاج ہو تو تمہیں بے نیاز کر دیں گے، اگر پناہ چاہیے تو ہم پناہ دینے کو تیار ہیں، اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو اس کو پورا کریں گے اور اگر اپنا ساز و سامان ہمارے گھر میں لے آؤ اور ہمارے ہاں واپس جانے تک مہمان رہو تو تمہارے لیے بہتر ہو گا کیونکہ ہمارا گھر بہت وسیع ہے اور ہمارے پاس مال و منال کافی ہے۔

جب شامی نے آپ علیہ السلام سے یہ کلمات سنے تو رونے لگا اور کہنے لگا:

۱۔ منتہی الآمال (عربی)، چاپ جامعۃ المدرسین قم نے الکامل فی اللغۃ والادب، ج ۱ ص ۳۲۵ کا حوالہ دیا ہے۔

أَشْهَدُ أَنَّكَ خَلِيفَةُ اللهِ فِي أَرْضِهِ اللهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَاتِهِ ٦: ١٢٤ وَ كُنْتَ أَنْتَ وَ أَبُوكَ أَبْغَضَ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ وَ الْآنَ أَنْتَ أَحَبُّ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ وَ حَوَّلَ رَحْلَهُ إِلَيْهِ وَ كَانَ ضَيْفَهُ إِلَى أَنِ ارْتَحَلَ وَ صَارَ مُعْتَقِداً لِمَحَبَّتِهِم

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام روئے زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں اور خدا بہتر جانتا ہے کہ نبوت و خلافت کو کہاں قرار دے قبل اس کے کہ میں آپ علیہ السلام سے ملاقات کرتا آپ اور آپ علیہ السلام کے والد بزرگوار تمام مخلوق سے زیادہ میرے لئے دشمن تھے لیکن اب میرے نزدیک خلق خدا میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس وہ اپنا سامان آپ علیہ السلام کے گھر لے آیا اور جب تک مدینہ میں رہا آپ علیہ السلام کا مہمان رہا اور وہ خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیتِ نبوت علیہم السلام کے محب اور معتقد لوگوں میں سے ہو گیا۔[1]

امام حسن علیہ السلام کی سخاوت

شیخ رضی الدین علی بن یوسف بن مطہر حلی روایت کرتے ہیں:

ایک شخص امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزند امیر المومنین علیہ السلام میں آپ علیہ السلام کو اس خدا کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آپ علیہ السلام کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، میری فریاد رسی کیجئے اور مجھے دشمن کے ہاتھ سے نجات دیجئے کیونکہ میرا دشمن وہ ستم گر ہے جو بڑے بوڑھوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا۔ حضرت علیہ السلام اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے جب یہ سنا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: بتاؤ تمہارا وہ دشمن کون ہے تاکہ اس سے میں تمہارا بدلہ لوں، تو وہ کہنے لگا میرا دشمن فقر و فاقہ و پریشان حالی ہے، حضرت علیہ السلام نے کچھ دیر کے لیے سر جھکا لیا، پھر سر اٹھا کر اپنے خادم کو بلایا اور فرمایا:

۱۔ مناقب آل أبي طالب علیهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج٤؛ ص١٩

أَحْضِرْ مَا عِنْدَكَ مِنْ مَوْجُودٍ فَأَحْضَرَ خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ فَقَالَ ادْفَعْهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ بِحَقِّ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ الَّتِي أَقْسَمْتَ بِهَا عَلَيَّ مَتَى أَتَاكَ خَصْمُكَ جَائِراً إِلَّا مَا أَتَيْتَنِي مِنْهُ مُتَظَلِّماً

جتنا مال تمہارے پاس موجود ہے وہ لے آؤ۔ وہ خادم پانچ ہزار درھم لے آیا۔ فرمایا یہ مال اس شخص کو دے دو۔ پھر اس شخص کو آپ علیہ السلام نے قسم دی کہ جب یہ دشمن تمہارا رخ کرے اور تم پر ظلم و ستم کرے تو اس کی شکایت میرے پاس لے آنا تاکہ میں اس کو دفع کروں۔[1]

نیز حکایت ہے:

ایک شخص امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے اپنے فقر و پریشانی کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں یہ دو اشعار پڑھے:

لم یبق لی شیء یباع بدرهم　　　　یکفیك منظرحالتی عن مخبری

الا بقایا ماء وجه صنته　　　　الا یباع وقد وجدتك مشتری

یعنی میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا جو درہم کے بدلے بیچا جائے اور میری حالت دیکھ کر آپ علیہ السلام کو امتحان کرنے اور جستجو کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی سوائے میرے چہرہ کی آبرو کے کہ جسے میں نے بچا رکھا تھا کہ اسے نہ بیچا جائے لیکن آپ علیہ السلام کو اس کا خریدار پایا ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے اپنے خزانچی سے بلا کر فرمایا تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے عرض کیا بارہ ہزار درہم، آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس فقیر مرد کو دے دے اور مجھے اس سے حیا اور شرمندگی ہے، خزانچی نے کہا: اور کوئی چیز ہمارے خرچ کیلئے نہیں بچی ہے۔ فرمایا: تُو یہ مال اس فقیر کو دے دے اور خدا سے حسن ظن رکھ، خداوند عالم تدراک کرے گا، پس اس نے وہ مال اسے دے دیا اور حضرت علیہ السلام نے اس فقیر کو بلا کر

۱۔ العدد القویة لدفع المخاوف الیومیة؛ ص۳۵۹

اس سے معذرت چاہی اور فرمایا ہم تیرا حق ادا نہیں کر سکے لیکن جتنا مال ہمارے پاس تھا وہ ہم نے دے دیا اور یہ دو اشعار اس کے اشعار کے مقابلے میں فرمائے:

عاجلتنا فأتاك وابل برّنا — طلّ ولو امهلتنا لم تمطر

فخذ القليل وكن كأنّك لم تبع — ما صنته وكأننا لم نشتر

یعنی تو نے جلدی کی تو ہمارے احسان کی تیز بارش کے بجائے بوندا باندی ہوئی اور اگر تو مہلت دیتا تو یہ کم بارش نہ ہوتی پس یہ تھوڑا سا لے لے اور یہ فرض کر کہ تُو نے اپنی جس آبرو کو محفوظ کر رکھا تھا اسے نہیں بیچا اور نہ ہی ہم نے خریدا ہے۔

علامہ مجلسیؒ نے بعض معتبر کتب سے نقل کیا ہے ایک شخص سے روایت ہے جس کا نام **نَجِیح** تھا، وہ کہتا ہے:

میں نے امام حسن علیہ السلام کو دیکھا وہ کھانا کھا رہے تھے اور آپ علیہ السلام کے سامنے ایک کتا کھڑا تھا جب آپ علیہ السلام اپنے لیے لقمہ اٹھاتے تو ویسا ہی لقمہ کتے کی طرف پھینکتے۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اجازت ہے کہ میں اس کتے کو آپ علیہ السلام کے دستر خوان سے دور کر دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

دَعْهُ إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَكُونَ ذُو رُوحٍ يَنْظُرُ فِي وَجْهِي وَ أَنَا آكُلُ ثُمَّ لَا أُطْعِمُهُ.

اسے رہنے دو کیونکہ مجھے خداوند عالم سے شرم آتی ہے کہ ایک جاندار چیز میرے چہرے کی طرف دیکھے اور میں خود تو کھاؤں لیکن اسے نہ کھلاؤں۔[1]

اور یہ بھی روایت کی ہے:

۱۔ بحار الأنوار (ط - بيروت) ؛ ج۴۳ ؛ ص۳۵۲

حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک غلام نے خیانت کی کہ جس کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق تھا۔ حضرت علیہ السلام نے چاہا کہ اسے ادب سکھائیں۔ غلام نے کہا:

يَا مَوْلَايَ وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

اے میرے سردار! لوگوں سے درگذر کرنے والے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔

اس نے کہا: واللہ یحب المحسنین اور خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

فرمایا: أَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ وَ لَكَ ضِعْفُ مَا كُنْتُ أُعْطِيكَ.

میں نے تجھے آزاد کیا اور جو کچھ میں تجھے دیا کرتا تھا اس کا دگنا تیرے لیے مقرر کیا۔[1]

ابن شہر آشوب نے محمد بن اسحاق کی کتاب سے روایت کی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص شرافت و عظمت میں امام حسن علیہ السلام کے مرتبہ کو نہیں پہنچا، کبھی کبھی آپ علیہ السلام کے لیے گھر کے دروازہ پر فرش بچھا دیا جاتا اور آپ علیہ السلام وہاں بیٹھ جاتے اور جو لوگ وہاں سے گزرنا چاہتے آپ علیہ السلام کی جلالت و عظمت کی وجہ سے رک جاتے اور وہاں سے عبور نہ کرتے یہاں تک کہ گلی کا راستہ آمد و رفت کیلئے بند ہو جاتا، جب آپ علیہ السلام یہ محسوس کرتے تو گھر کے اندر چلے جاتے اور لوگ منتشر ہو جاتے اور اپنے اپنے کام پر چلے جاتے اور اسی طرح حج کے راستہ میں جو شخص آپ علیہ السلام کو پیدل چلتے ہوئے دیکھتا آپ کی تعظیم میں وہ بھی سواری سے اتر کر پیدل ہو جاتا۔[2]

۱۔بحار الأنوار (ط - بيروت)؛ ج۴۳؛ ص۳۵۲

۲۔مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج۴؛ ص۷

علامہ مجلسیؒ نے جلاء العیون میں فرمایا ہے کہ شیخ طوسی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہوگئی تو آپ علیہ السلام کے اصحاب میں سے کچھ افراد نے اس کے لئے تعزیت نامہ لکھا تو حضرت علیہ السلام نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا:

امابعد تمہارا خط ملا جس میں تم نے فلاں بیٹی کی مجھ سے تعزیت کی تھی، اس کی مصیبت کا اجر میں خدا سے چاہتا ہوں، میں نے قضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور ابتلاء پر صبر کرتا ہوں، بے شک مصائب زمانہ نے میری طرف برا رُخ کیا ہے اور وہ دوست جن سے میں اُلفت رکھتا تھا اور وہ بھائی جن سے مجھے محبت تھی اور جن کو دیکھنے سے میں خوش ہوتا تھا اور ان کی نگاہیں مجھے دیکھ کر روشن ہوتی تھیں، ان سب کی مفارقت اور دوری نے مجھے آزردہ کیا ہے۔ پس مصائب زمانہ نے انہیں اچانک آگھیرا اور موت انہیں چھین کر لے گئی اور انہیں مرُدوں کے لشکر میں شامل کر دیا، پس وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں ہیں بغیر اس کے کہ ان کے درمیان کوئی آشنائی ہو اور بغیر اس کے کہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور بغیر اس کے کہ انہیں ایک دوسرے سے کوئی فائدہ ہو اور ایک دوسرے کی زیارت کریں حالانکہ ان کے گھر ایک دوسرے کے بالکل قریب ہیں، ان کے جسم والے گھروں اپنے ساتھیوں سے خالی ہوگئے ہیں اور دوست واحباب ان سے دور ہوگئے ہیں اور ہم نے ان کے گھروں جیسے گھر اور ان کی قرار گاہ جیسے کاشانے نہیں دیکھے، وہ وحشت انگیز گھروں میں رہتے ہیں اور اپنے مالوف ومانوس گھروں سے دور ہوگئے ہیں اور ان کے دوست دشمنی کے بغیر ان سے جدا ہوگئے ہیں اور انہیں بوسیدہ و کہنہ ہونے کے لیے قبر کے گڑھوں میں چھوڑ گئے ہیں، یہ میری بیٹی ایک کنیز تھی اپنے مالک کی اور اپنے راستے پر گئی جس پر گزشتہ لوگ جاچکے ہیں اور آئندہ جائیں گے۔ والسلام۔[1]

۱۔الأمالي (للطوسي)؛ النص؛ ص۲۰۲، جلاء العیون، ص ۴۰۵

تیسری فصل: امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے بعض حالات، اور معاویہ کے ساتھ صلح کے اسباب[1]

مومنین اور تمام لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی عصمت اور جلالت کے ثابت ہو جانے کے بعد جو کچھ ان سے واقع ہو مومنین کو چاہیے کہ وہ اسے تسلیم کریں اور اس کے مطیع رہیں اور اس پر شبہ و اعتراض نہ کریں کیونکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور ان پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جیسا کہ معتبر روایت میں ہے کہ خداوند عالم نے ایک صحیفہ آسمان سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں تھیں۔ ہر امام اپنی مہر کو توڑتا اور جو کچھ اس کے اندر (یا نیچے) تحریر ہوتا وہ اس پر عمل کرتا۔[2]

تو یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی ناقص عقل سے اس گروہ پر اعتراض کرے جو زمین پر خداوند عالم کی حجت ہیں، ان کی کہی ہوئی بات خدا کی کہی ہوئی بات ہے اور ان کا کیا فعل خدا کا فعل ہے۔

شیخ صدوق، شیخ مفید، ابن شہر آشوب اور دوسرے علماء نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور ایک بلیغ خطبہ جو معارف ربانی اور حقائق سبحانی پر مشتمل تھا ادا کیا اور فرمایا:

نَحنُ حِزبُ اللهِ الغَالِبُونَ وَ عِترَةُ رَسُولِهِ الأَقرَبُونَ وَ أَهلُ بَيتِهِ الطَّيِّبُونَ الطَّاهِرُونَ وَ أَحَدُ الثَّقَلَينِ اللَّذَينِ خَلَّفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ص فِي أُمَّتِهِ...[3]

۱۔ اس فصل کا اکثر حصہ منتہی الآمال (فارسی) میں لفظ بلفظ جلاء العیون، مجلسی، ص ۴۲۸ -۴۵۹ سے لیا گیا ہے۔

۲۔ الكافي (ط - الإسلامية)؛ ج۱؛ ص۲۷۹

۳۔ الأمالي (للمفيد)؛ النص؛ ص۳۴۹

ہم اللہ کی وہ جماعت ہیں جو غالب ہے اور ہم ہیں وہ عترتِ رسول ﷺ جو تمام لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ کے قریبی ہیں، ہم ہیں اہلبیت رسالت علیہم السلام جو گناہوں اور برائیوں سے معصوم اور پاک ہیں اور ہم ہیں ان دو بزرگ چیزوں میں سے ایک کہ جنہیں رسولِ خدا ﷺ اپنی امت کے درمیان چھوڑ گئے ہیں اور فرمایا ہے کہ بے شک میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ ہم ہیں جنہیں رسول ﷺ نے کتابِ خدا کے ساتھ قرار دیا ہے، قرآن کا علمِ تنزیل اور تاویل ہمیں دیا ہے اور ہم قرآن کے متعلق یقینی بات کہتے ہیں اور ظن و گمان سے اس کی آیات کی تاویل نہیں کرتے لہٰذا ہماری اطاعت کرو کیونکہ ہماری اطاعت خدا کی طرف سے تم پر واجب ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ بیان کی ہے اور فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ[1] یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَدْ قُبِضَ فِي هَٰذِهِ اللَّيْلَةِ رَجُلٌ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعَمَلٍ وَ لَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ بِعَمَلٍ لَقَدْ كَانَ يُجَاهِدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ فَيَقِيهِ بِنَفْسِهِ...[2]

آج رات دنیا سے ایک ایسا شخص گیا ہے کہ جس پر گزشتہ لوگ کسی عمل خیر میں سبقت نہیں کر سکے اور آئندہ بھی بندگانِ خدا اس کے جیسی کسی سعادت تک نہیں پہنچ سکتے۔ بتحقیق وہ رسولِ خدا ﷺ کی ہمراہی میں جہاد کرتا تھا اور اپنی جان ان پر قربان کرتا تھا اور حضرت ﷺ اپنا عَلم دے کر اسے جس طرف روانہ کرتے تھے تو جبرائیل علیہ السلام ان کے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف ہوتا تھا اور وہ

۱۔ سورہ نساء، آیت ۵۹

۲۔ الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۹-۷

اس وقت تک نہیں لوٹتا تھا جب تک خداوند عالم اس کے ہاتھ پر فتح و نصرت نہ دیتا اور اس رات عالمِ بقاء کی طرف اس شخص نے رحلت کی ہے کہ جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے تھے اور جس رات یوشع علیہ السلام بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام نے دنیا سے کوچ کیا تھا اور وہ (امام علی علیہ السلام) سونا چاندی میں سے کچھ نہیں چھوڑ گیا، سوائے سات سو درہم کے کہ جو اس کی بخششوں اور عطیوں سے بچ گئے تھے کہ جن سے وہ اپنے اہل و عیال کے لیے ایک غلام خریدنا چاہتے تھے، پھر گریہ آپ علیہ السلام کے گلوگیر ہو گیا اور لوگوں کی بھی چیخیں نکل گئیں۔ پھر فرمایا: میں بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں خدا کی طرف دعوت دینے والے کا فرزند ہوں، میں سراج منیر کا بیٹا ہوں، میں ان اہل بیت علیہم السلام میں سے ہوں جن کی مودت خداوند عالم نے اپنی کتاب میں واجب قرار دی اور فرمایا ہے:

قُل لَّآ أَسۡأَلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰۗ وَمَن يَقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهُۥ فِيهَا حُسۡنًا[1]

کہہ دو کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے میرے ذی القربیٰ کی مودت کے اور جو نیکی کسب کرے تو ہم اس میں اس کے لیے حسن و نیکی بڑھا دیتے ہیں۔

حسنہ کا لفظ جو خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے وہ ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔

پھر آپ علیہ السلام منبر پر بیٹھ گئے اور عبد اللہ بن عباس کھڑے ہو گئے اور کہا اے لوگو! یہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں اور تمہارے امام کے وصی ہیں، ان کی بیعت کرو۔ پس لوگوں نے اسے قبول کیا اور کہنے لگے: ان کا ہماری طرف ہونا کتنا زیادہ محبوب ہے اور ان کا حق ہم پر کتنا زیادہ واجب ہے!

پھر لوگوں نے جلدی جلدی کی اور حضرت علیہ السلام کی خلافت پر بیعت کی، آپ علیہ السلام نے ان سے ایک شرط کی کہ جس سے میں صلح کروں تم اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم اس سے جنگ کرو گے۔ لوگوں نے یہ شرط قبول کی۔

۱۔ سورہ شوریٰ، آیت ۲۳

یہ واقعہ جمعہ کے دن اکیس ماہ مبارک رمضان ۴۰ھ کا ہے اور اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر سنتیس (۳۷)سال تھی۔ پھر امام حسن علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اپنے عمال اور کارندے اطراف وجوار میں بھیجے اور حکام وامراء ہر جگہ نصب کیئے اور عبد اللہ بن عباس کو بصرہ کی طرف بھیجا۔[1]

شیخ مفید اور دوسرے محدثین عظام کی روایت کے مطابق جب امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت اور امام حسن علیہ السلام کی بیعت کی خبر معاویہ کو ملی تو اس نے اپنے دو جاسوس بھیجے۔ایک جو بنی القین میں سے تھا اسے بصرہ کی طرف اور دوسرا جو قبیلہ حمیر سے تھا اسے کوفہ روانہ کیا کہ جو کچھ وہاں ہو اسے تحریر کر کے بھیجیں اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت کے معاملہ کو بگاڑیں۔جب امام حسن علیہ السلام اس امر پر مطلع ہوئے تو جاسوس حمیری کو بلا کر اس کا سر قلم کر دیا اور بصرہ کی طرف خط لکھا کہ جاسوس قینی کو بھی تلاش کر کے قتل کر دیں۔اور معاویہ کو ایک خط لکھا اور اس میں تحریر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ دَسَسْتَ الرِّجَالَ لِلاِحْتِيَالِ وَ الِاغْتِيَالِ وَ أَرْصَدْتَ الْعُيُونَ كَأَنَّكَ تُحِبُّ اللِّقَاءَ وَ مَا أَوْشَكَ [أَشُكُّ فِي] ذَلِكَ فَتَوَقَّعْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ[2]

تو جاسوس بھیجتا ہے اور مکر وحیلے کرتا ہے، میرا خیال ہے کہ تو جنگ کا ارادہ رکھتا ہے اگر ایسا ہے تو میں بھی اس کے لیے تیار ہوں۔

جب معاویہ کو خط ملا تو اس نے نامناسب جواب لکھ کر حضرت علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور جو کچھ بھی اس کے کفر و نفاق کا باعث تھا اس نے لکھا اور پے در پے امام علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی یہاں تک کہ معاویہ ایک بھاری لشکر لے کر عراق کی طرف متوجہ ہوا اور چند جاسوس کوفہ کی طرف منافقین اور خارجیوں کے پاس بھیجے جو امام حسن علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کی

۱۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۹-۷

۲۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۹

تلوار کے خوف سے مجبوراً اطاعت کیئے ہوئے تھے مثلاً عمرو بن حریث، اشعث بن قیس، شبث بن ربعی اور اس قسم کے لوگ جو منافق اور خارجی تھے اور ہر ایک کو معاویہ نے لکھا کہ اگر امام حسن علیہ السلام کو قتل کرو تو میں دو لاکھ درہم تجھے دوں گا اور اپنی ایک بیٹی کا رشتہ بھی اور شام کا ایک لشکر تمہاری کمان میں دوں گا اس طرح کے حیلوں سے اکثر منافقین کو اپنی طرف مائل کر لیا اور حضرت علیہ السلام سے منحرف کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت علیہ السلام اپنے لباس کے نیچے زرہ پہن کر ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے نماز کے لیئے تشریف لاتے۔ ایسے میں ایک نماز کی حالت میں ایک خارجی نے آپ علیہ السلام کی طرف تیر بھی پھینکا۔ چونکہ آپ علیہ السلام نے زرہ پہنی ہوئی تھی لہٰذا وہ موئثر نہ ہوا۔ ان منافقین نے معاویہ کو پوشیدہ طور پر خط لکھا اور اس سے اظہار موافقت کیا۔ پس جب امام حسن علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ عراق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو آپ علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اور انہیں معاویہ سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام کے اصحاب میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔

پس عدی بن حاتم منبر کے نیچے سے کھڑے ہوئے اور کہا:

سُبْحَانَ اللهِ مَا أَقْبَحَ هٰذَا الْمَقَامَ أَ لَا تُجِيبُونَ إِمَامَكُمْ وَ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ أَيْنَ خُطَبَاءُ مِضَرَ الَّذِينَ أَلْسِنَتُهُمْ كَالْمَخَارِيقِ فِي الدَّعَةِ فَإِذَا جَدَّ الْجِدُّ فَرَوَّاغُونَ كَالثَّعَالِبِ أَ مَا تَخَافُونَ مَقْتَ اللهِ وَ لَا عَنَتَهَا وَ عَارَهَا۔[1]

سبحان اللہ! کتنے برے ہو تم لوگ! تمہارا امام اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند تمہیں جہاد کی دعوت دیتا ہے اور تم اسے قبول نہیں کرتے؟ تمہارے شجاع کہاں گئے؟ کیا خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے؟ کیا ننگ و عار کی پروا نہیں کرتے؟

۱۔بحار الأنوار (ط - بيروت)؛ ج٤٤؛ ص٥٠

پس کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عدی کی موافقت کی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اگر سچ کہتے ہو تو نخیلہ کی طرف چلو جو میرے لشکر کا پڑاؤ ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم اپنی کہی ہوئی باتوں پر وفا نہیں کرو گے جیسا کہ تم نے اس سے وفا نہیں کی جو مجھ سے بہتر تھا اور میں تمہاری باتوں پر کس طرح اعتماد کر سکتا ہوں حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ تم نے میرے باپ کے ساتھ کیا کیا۔

پس آپ علیہ السلام منبر سے نیچے اترے اور سوار ہو کر لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو جنہوں نے اظہار اطاعت کیا تھا ان میں سے اکثر نے وفا نہ کی اور حاضر نہ ہوئے۔ پھر حضرت علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

قَدْ غَرَرْتُمُونِي كَمَا غَرَرْتُمْ مَنْ كَانَ قَبْلِي مَعَ أَيِّ إِمَامٍ تُقَاتِلُونَ بَعْدِي مَعَ الْكَافِرِ الظَّالِمِ الَّذِي لَمْ يُؤْمِنْ بِاللهِ وَ لَا بِرَسُولِهِ قَطُّ وَ لَا أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ هُوَ وَ لَا بَنُو أُمَيَّةَ إِلَّا فَرَقاً مِنَ السَّيْفِ وَ لَوْ لَمْ يَبْقَ لِبَنِي أُمَيَّةَ إِلَّا عَجُوزٌ دَرْدَاءُ لَبَغَتْ دِينَ اللهِ عِوَجاً وَ هَكَذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ص۔[1]

مجھے تم لوگوں نے دھوکا دیا ہے جس طرح مجھ سے پہلے امام کو دھوکا دیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد کس امام کے ساتھ تم جنگ کرو گے؟ کیا اس شخص کے ساتھ مل کر جہاد کرو گے جو کافر ہے ظالم ہے، کبھی بھی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لایا اور نہ اس نے اور نہ ہی بنو اُمیہ نے اسلام کا اظہار کیا سوائے یہ تلوار کے خوف سے انہوں نے اظہارِ اسلام کیا تھا، اور اگر بنی امیہ سے کوئی نہ بچے سوائے ایسی بُڑھیا کہ جس کے سارے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں تو وہ بھی اللہ کے دین کے خلاف بغاوت اور کجی کرے گی، اس طرح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔

پھر آپ علیہ السلام منبر پر سے نیچے تشریف لائے اور قبیلہ کندہ کے ایک شخص کے ساتھ جس کا نام حکم تھا چار ہزار کا لشکر معاویہ کا راستہ روکنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام انبار پر رک جانا یہاں تک کہ

۱۔الخرائج والجرائح؛ ج۲؛ ص۵۷۴

آپ علیہ السلام کا فرمان اسے پہنچے۔ جب وہ انبار میں پہنچا اور معاویہ کو اطلاع ملی تو اس نے اپنا قاصد اس کے پاس بھیجا اور اس خط میں لکھا کہ اگر میرے پاس آجاؤ تو شام کا ایک علاقہ تمہیں دے دوں گا اور پانچ ہزار درہم بھی اس کی طرف بھیجے۔ اس ملعون نے جب یہ رقم دیکھی اور حکومت کی بات سنی تو دین کو دنیا کے عوض بیچ کر وہ رقم لے لی اور اپنے رشتہ داروں اور مخصوص لوگوں میں سے دو سو افراد کے ساتھ حضرت علیہ السلام سے منہ موڑ کر معاویہ سے جاملا۔ جب یہ خبر حضرت علیہ السلام کو پہنچی تو آپ علیہ السلام نے خطبہ دیا:

هَذَا الْكِنْدِيُّ تَوَجَّهَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَغَدَرَ بِي وَبِكُمْ وَقَدْ أَخْبَرْتُكُمْ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى أَنَّهُ لَا وَفَاءَ لَكُمْ أَنْتُمْ عَبِيدُ الدُّنْيَا وَأَنَا مُوَجِّهٌ رَجُلًا آخَرَ مَكَانَهُ وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهُ سَيَفْعَلُ بِي وَبِكُمْ مَا فَعَلَ صَاحِبُهُ لَا يُرَاقِبُ اللهَ فِيَّ وَلَا فِيكُمْ۔[1]

اس کندی شخص نے مجھ سے مکر کیا ہے اور معاویہ کے پاس چلا گیا ہے اور میں کئی مرتبہ تم سے کہہ چکا ہوں کہ تمہارے معاہدہ میں وفا نہیں تم سب لوگ دنیا کے بندے ہو اب ایک دوسرے شخص کو بھیجتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ بھی ویسا ہی کرے گا۔

پھر آپ علیہ السلام نے قبیلہ مراد کے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا انبار کی طرف جاؤ اور چار ہزار کے لشکر کے ساتھ جاکر انبار میں رہو اور لوگوں کے سامنے اس سے عہد و پیمان لیئے کہ وہ دھوکہ اور فریب نہیں دے گا۔ اس نے قسمیں کھائیں کہ وہ ایسا نہیں کرے گا اسکے باوجود جب وہ روانہ ہوا تو امام حسن علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی جلدی دھوکہ دے جائے گا۔ اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ جب وہ انبار میں پہنچا اور معاویہ کو اس کے آنے کی خبر ہوئی تو قاصد اور خط اس کی طرف بھیجے اور پانچ ہزار درہم روانہ کیے اور لکھا کہ جس علاقہ کی چاہو تمہیں حکومت ملے گی۔ وہ شخص بھی حضرت سے پھر گیا اور معاویہ کی طرف جا پہنچا۔

۱۔ الخرائج والجرائح؛ ج۲؛ ص۵۷۵

جب اس کی اطلاع حضرت علیہ السلام کو ملی تو آپ علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

قَدْ أَخْبَرْتُكُمْ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ أَنَّكُمْ لَا تَفُونَ لِلّٰهِ بِعُهُودٍ وَ هَذَا صَاحِبُكُمُ الْمُرَادِيُّ غَدَرَ بِي وَ بِكُمْ وَ صَارَ إِلَى مُعَاوِيَةَ.[1]

میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم میں وفا نہیں یہ دیکھ لو وہ مرادی شخص بھی مجھ سے مکر کر گیا اور معاویہ کے پاس چلا گیا ہے۔[2]

خلاصہ یہ کہ جب آپ علیہ السلام مصمم ارادہ کر چکے کہ معاویہ سے جنگ کرنے کے لیے کوفہ سے باہر تشریف لے جائیں، تو مُغیرہ بن نَوفل بن حارث بن عبد المطلب کو کوفہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور نخیلہ کو لشکر گاہ بنایا اور مغیرہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو تیار کرے تا کہ وہ آپ علیہ السلام کے لشکر سے آملیں۔ لوگ تیار ہو کر فوج در فوج روانہ ہوئے اور امام حسن علیہ السلام نخیلہ سے کوچ کر کے دَیرِ عبد الرحمٰن تک پہنچے اور وہاں تین دن تک قیام فرمایا یہاں تک کہ لشکر جمع ہو گیا۔ جب لشکر کی گنتی کی گئی تو وہ چالیس ہزار سوار اور پیادے تھے۔ پھر آپ علیہ السلام نے عبید اللہ بن عباس کو قیس بن سعد کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر دے کر دَیرِ عبد الرحمٰن سے معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا اور فرمایا: عبید اللہ امیر لشکر ہے اور اگر اسے کوئی عارضہ پیش آئے تو قیس بن سعد امیر لشکر ہو گا اور اگر اس کو کوئی عارضہ در پیش ہو تو سعید، قیس کا بیٹا امیر ہے پھر عبید اللہ کو نصیحت کی کہ قیس بن سعد اور سعید بن قیس کے مشورہ سے خارج نہ ہو اور خود آپ علیہ السلام وہاں سے تیاری کر کے ساباط مدائن کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں چاہا کہ اپنے اصحاب کا امتحان لیں اور ان منافقوں کے کفر و نفاق اور بے وفائی دنیا کے سامنے واضح کریں۔ پس آپ علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور حمد و ثناء الٰہی بجالائے پھر فرمایا:

۱۔ الخرائج والجرائح؛ ج۲؛ ص۵۷۵

۲۔ جلاء العیون، مجلسی، ص ۴۳۰-۴۳۲

خدا کی قسم کہ یہ خدا کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ جس کی بناء پر میں امید رکھتا ہوں کہ میں مخلوق خدا کے لیے ساری دنیا سے زیادہ خیر خواہ ہوں اور کسی مسلمان کے لیے میرے دل میں بغض و کینہ نہیں ہے اور کسی کے متعلق میرے دل میں برا ارادہ نہیں ہے، ہاں اے لوگوں! مسلمانوں کا اتفاق جو بہتر ہے اسے تم پسند نہیں کرتے اور ان کا افتراق تمہیں پسند ہے، حالانکہ وہ بدتر ہے۔ اور جس چیز میں میں تمہاری مصلحت سمجھتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم اپنی مصلحت سمجھتے ہو لہٰذا میرے حکم کی مخالفت نہ کرنا اور جو رائے میں نے تمہارے لیے پسند کی ہے اسے رَد نہ کرنا۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں بخشے اور جو چیز اس کی محبت اور خوشی کا باعث ہے اس کی طرف ہدایت کرے۔[1]

یہ خطبہ دے کر آپ منبر سے اترے جب ان منافقین نے آپ علیہ السلام کی یہ باتیں سنیں تو ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگے حسن علیہ السلام کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور خلافت اس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں پس وہ منافقین جو باطن میں خوارج کا مذہب رکھتے تھے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ کَفَرَ واللہِ الرَّجُل خدا کی قسم یہ شخص کافر ہو گیا ہے! پس وہ حضرت علیہ السلام کے خلاف بھڑک اٹھے اور آپ علیہ السلام کے خیمہ پر حملہ کر دیا اور جو سامان انہیں وہاں ملا وہ لوٹ لیا یہاں تک کہ وہ مصلیٰ جو آپ علیہ السلام کے نیچے تھا اسے بھی کھینچ لیا اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ اَزْدی آگے بڑھا اور آپ علیہ السلام کے کندھے سے عبا کھینچ کر لے گیا۔ آپ علیہ السلام تلوار گلے میں حمائل کیے ہوئے بیٹھے رہے جبکہ آپ علیہ السلام کے کندھے پر ردا نہیں تھی۔ پس آپ علیہ السلام نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہوئے آپ علیہ السلام کے اہل بیت نے تھوڑے سے شیعوں کے ساتھ آپ علیہ السلام کے گرد حصار کیا اور دشمنوں کو آپ علیہ السلام سے دور کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام نے چاہا کہ ساباطِ مدائن کی تاریکیوں سے عبور کریں تو اچانک قبیلہ بنی اسد کا ایک ملعون جسے جراح بن سنان کہتے تھے آگے بڑھا اور

۱۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۱۱

آپ علیہ السلام کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا اے حسن علیہ السلام تُو کافر ہو گیا ہے جس طرح تیرا باپ کافر ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مغول تھا (ظاہر اً مراد ایسا خنجر جو عصا کے درمیان ہو) وہ آپ علیہ السلام کی ران پر مارا اور ایک قول ہے کہ وہ زہر آلود خنجر تھا جو آپ علیہ السلام کی ران پر مارا جو ہڈی تک چلا گیا۔ آپ علیہ السلام نے شدت تکلیف سے اس کی گردن کو پکڑ لیا اور دونوں زمین پر گر پڑے پس شیعہ اور موالیوں نے اس ظالم کو قتل کر دیا اور آپ علیہ السلام کو ایک چارپائی پر اٹھا کر مدائن میں سعد بن مسعود ثقفی کے گھر لے گئے۔ یہ سعد آپ علیہ السلام کی طرف سے اور آپ علیہ السلام سے پہلے امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے مدائن کا والی تھا اور مختار کے چچا تھے پس مختار اپنے چچا کے پاس آیا اور کہنے لگا: آؤ حسن علیہ السلام کو معاویہ کے سپرد کر دیں شاید معاویہ عراق کی گورنری ہمیں دے دے۔ سعد کہنے لگا: وائے ہو تجھ پر خدا تیرے چہرہ اور رائے کو قبیح قرار دے، میں ان کی طرف سے اور ان سے پہلے ان کے والد کی طرف سے والی تھا اور کیا ان کے حق نعمت کو بھول جاؤں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند معاویہ کے ہاتھ میں دے دوں؟

شیعوں نے مختار کی یہ بات سنی تو چاہا کہ اسے قتل کر دیں بالآخر اس کے چچا کی سفارش سے مختار کی تقصیر معاف کی گئی۔

پس سعد ایک جرّاح کو لے آئے اور حضرت علیہ السلام کے زخم کا علاج کرایا اور آپ علیہ السلام کے اصحاب کی بے وفائی اس درجہ تک پہنچ گئی کہ اکثر امراء لشکر نے معاویہ کو لکھا کہ ہم تمہارے مطیع پیروکار ہیں جلدی عراق کی طرف آؤ جب تم نزدیک آجاؤ گے تو ہم حسن علیہ السلام کو گرفتار کر کے تمہارے حوالے کر دیں گے اور یہ خبریں امام حسن علیہ السلام تک پہنچتی رہتی تھیں۔ قیس بن سعد کا خط بھی حضرت علیہ السلام کو ملا جو کہ عبید اللہ بن عباس کے ساتھ معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا تھا جس میں یہ فقرے تحریر تھے کہ جب عبید اللہ، حبوبیہ بستی میں جو مِسکَن کی اراضی کے علاقے کے بالمقابل ہے، معاویہ کے لشکر کے سامنے اپنے لشکر کا پڑاؤ ڈال چکا تو معاویہ نے اس کی طرف قاصد بھیجا اور اسے اپنی طرف بلایا اور اس نے وعدہ کیا کہ اسے دس لاکھ درہم دے گا جن میں سے آدھے نقد ہوں گے اور باقی آدھے اس وقت جب کوفہ میں داخل ہو گا۔ پس اسی رات عبید اللہ اپنے لشکر سے بھاگ گیا اور معاویہ کے لشکر میں چلا گیا جب صبح ہوئی تو

لشکر نے اپنے امیر کو خیمہ میں نہ پایا اور قیس بن سعد کی اقتداء میں صبح کی نماز پڑھی اس نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اگر یہ خائن اپنے امام سے خیانت کر گیا ہے تو تم خیانت نہ کرنا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب سے ڈرنا اور خدا کے دشمنوں سے جنگ کرنا۔ ان لوگوں نے ظاہراً تو قبول کیا لیکن ہر رات ان میں سے گروہ در گروہ بھاگ کر معاویہ کے لشکر سے جا ملتے تھے۔

پس بطورِ کامل لوگوں کی اندرونی کیفیت اور بے وفائی، امام حسن علیہ السلام پر ظاہر ہو گئی اور آپ علیہ السلام نے معلوم کر لیا کہ اکثر لوگ منافق ہیں اور جو مخصوص شیعہ اور مومن ہیں وہ اتنے کم ہیں کہ وہ شام کے لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور معاویہ نے بھی صلح و سازگاری کے سلسلہ میں آپ علیہ السلام کو خط لکھا اور حضرت علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرنے والوں کے خطوط بھی بھیجے کہ جو انھوں نے معاویہ کو لکھے تھے اور ان میں معاویہ کی اطاعت و انقیاد کا اظہار کیا تھا، ساتھ اپنا خط بھی بھیجا اور اس میں لکھا:

يَا ابْنَ عَمِّ لَا تَقْطَعِ الرَّحِمَ الَّذِي بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ غَدَرُوا بِكَ وَ بِأَبِيكَ مِنْ قَبْلِكَ۔[1]

آپ علیہ السلام کے اصحاب نے آپ علیہ السلام کے والد کا ساتھ نہیں دیا یہ آپ علیہ السلام کا ساتھ بھی نہیں دیں گے یہ ان کے خطوط ہیں جو آپ علیہ السلام کے پاس بھیج رہا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام نے جو یہ خطوط دیکھے تو سمجھ گئے کہ معاویہ صلح کرنا چاہتا ہے مجبوراً آپ علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کرنے کا اقدام بہت سی شرائط کے ساتھ کیا جو خود معاویہ پر قرار پائی تھیں اگرچہ امام حسن علیہ السلام جانتے تھے کہ اس کی باتیں جھوٹ اور کذب کے علاوہ کچھ نہیں لیکن چارہ کار نہیں تھا کیونکہ جو لوگ آپ علیہ السلام کی مدد کے لیے جمع ہوئے تھے (سوائے چند افراد کے) سب منافقت کی راہ پر چل رہے

۱۔الخرائج والجرائح؛ ج۲؛ ص۵۷۵

تھے۔ اگر معاملہ، جنگ تک جا پہنچتا تو ان چند مومنین و شیعہ حضرات کا خون پہلے ہی حملہ میں بہہ جاتا اور ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔[1]

علامہ مجلسیؒ جلاء العیون میں فرماتے ہیں کہ جب معاویہ کا خط امام حسن علیہ السلام کے پاس پہنچا اور آپ علیہ السلام نے معاویہ اور اپنے منافق ساتھیوں کے خطوط پڑھے اور عبید اللہ کے بھاگ جانے اور اپنے لشکر کے سستی کرنے اور ان کی منافقت پر مطلع ہوئے تو پھر بھی اِتمام حجت کے لیے فرمایا:

میں جانتا ہوں کہ تم لوگ میرے ساتھ مکر و فریب کر رہے ہو لیکن تم پر حجت تمام کرنا چاہتا ہوں۔ کل فلاں مقام پر جمع ہو جانا اور بیعت نہ توڑنا اور عقوبات الٰہی سے ڈرنا۔ پس آپ علیہ السلام نے اس جگہ پر دس دن توقف کیا چار ہزار افراد سے زیادہ آپ علیہ السلام کے پاس جمع نہ ہوئے تو آپ علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے تعجب ہے تم ایسے لوگ ہو کہ جن میں نہ شرم و حیا ہے اور نہ دین ہے۔ وائے ہو تم پر خدا کی قسم معاویہ مجھے قتل کرنے کے بارے میں جن چیزوں کا تمہارے لئے ضامن بن رہا ہے ان میں وہ تم سے وفا نہیں کرے گا۔ میں چاہتا تھا تمہارے لیے دین حق کو قائم کروں۔ تم نے میری مدد نہیں کی میں خدا کی عبادت اکیلا کر سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم جب میں امر حکومت معاویہ کے سپرد کر دوں گا تو تم لوگ بنی امیہ کی حکومت میں کبھی خوشی اور سرور نہیں دیکھو گے۔ وہ تم پر قسم قسم کے عذاب وارد کریں گے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری اولاد ان کی اولاد کے دروازے پر کھڑی ہے، وہ ان سے کھانے پینے کی چیزوں کا سوال کرے گی اور وہ انہیں نہیں دیں گے، خدا کی قسم اگر میرے مددگار ہوتے تو میں امر حکومت معاویہ کے سپرد نہ کرتا کیونکہ میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ پس تم پر تُف ہو اے دنیا کے غلامو! عنقریب تم اپنے اعمالِ بد کا وبال و عذاب دیکھو گے۔

۱۔ جلاء العیون، مجلسی، ص ۴۳۳-۴۳۴

جب حضرت علیہ السلام اپنے اصحاب سے مایوس ہو گئے تو معاویہ کو لکھا میں چاہتا ہوں کہ حق زندہ کروں اور باطل کو مٹا دوں اور کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری کروں لیکن لوگوں نے میرا ساتھ نہیں دیا، اب چند شرائط پر تجھ سے صلح کرتا ہوں باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں تو ان شرائط کی وفاداری نہیں کرے گا۔ پس اس بادشاہی پر خوش نہ ہو جو تجھے مل گئی ہے، عنقریب تو اس پر پشیمان ہو گا، جس طرح دوسرے لوگ جنہوں نے خلافت غصب کی اور پشیمان ہوئے اور اب پشیمانی ان کے لیے سود مند نہیں۔

پھر آپ علیہ السلام نے رہنے چچازاد عبد اللہ بن حارث کو معاویہ کے پاس بھیجا تا کہ اس سے عہد و پیمان لے اور صلح نامہ تحریر کرے۔ صلح نامہ اس طرح لکھا گیا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ صَالَحَهُ عَلَى أَنْ يُسَلِّمَ إِلَيْهِ وِلَايَةَ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنْ يَعْمَلَ فِيهِمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى وَ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ص وَ سِيرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَ لَيْسَ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ يَعْهَدَ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ عَهْداً بَلْ يَكُونُ الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِهِ شُورَى بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَ عَلَى أَنَّ النَّاسَ آمِنُونَ حَيْثُ كَانُوا مِنْ أَرْضِ اللهِ شَامِهِمْ وَ عِرَاقِهِمْ وَ حِجَازِهِمْ وَ يَمَنِهِمْ وَ عَلَى أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ وَ شِيعَتَهُ آمِنُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ وَ نِسَائِهِمْ وَ أَوْلَادِهِمْ وَ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللهِ وَ مِيثَاقُهُ وَ مَا أَخَذَ اللهُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ بِالْوَفَاءِ بِمَا أَعْطَى اللهَ مِنْ نَفْسِهِ وَ عَلَى أَنْ لَا يَبْغِيَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ لَا لِأَخِيهِ الْحُسَيْنِ وَ لَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ص غَائِلَةً سِرّاً وَ لَا جَهْراً وَ لَا يُخِيفُ أَحَداً مِنْهُمْ فِي أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ شَهِدَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ وَ كَفَى بِاللهِ شَهِيداً فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَ السَّلَامُ۔[1]

اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ حسن بن علی علیہما السلام نے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ صلح کی کہ وہ اس سے ٹکراؤ نہیں کریں گے بشرطیکہ وہ لوگوں کے درمیان کتابِ خدا، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اچھے

۱۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط - القديمة)؛ ج۱؛ ص۵۷۰

خلفاء کی سیرت پر عمل کرے گا اور اپنے بعد وہ کسی کو اس امر (خلافت) کے لیے معین نہیں کرے گا اور لوگ دنیا کے جس حصہ میں ہوں چاہے شام و عراق و حجاز و یمن میں وہ اس کے شر سے محفوظ ہوں گے۔ اصحاب و شیعیان علی بن ابی طالب علیہما السلام کی جان، مال، عورتیں اور اولاد، معاویہ سے امن میں رہیں گے اور ان شرائط پر خدا کا عہد و پیمان لیا گیا ہے اور اس پر عہد لیا گیا ہے کہ معاویہ امام حسن بن علی علیہما السلام اور ان کے بھائی امام حسین علیہ السلام اور باقی اہل بیت علیہم السلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کے متعلق کوئی مکر و فریب نہیں کرے گا۔ اور آشکار و پنہاں انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ ان میں سے کسی کو زمین کے کسی حصہ میں خوف زدہ نہیں کرے گا۔ اور یہ کہ امیر المومنین علیہ السلام پر سب و شتم نہیں کرے گا اور نماز کے قنوت میں حضرت علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے شیعوں کو ناسزا کلمات نہیں کہے گا جیسا کہ پہلے کرتا تھا۔[1]

جب صلح نامہ لکھا گیا تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر گواہ بنایا گیا اور اس پر عبد اللہ بن حارث، عمرو بن ابی سلمہ، عبد اللہ بن عامر، عبد الرحمٰن بن ابی سمرہ اور دوسرے لوگوں کی گواہی لکھی گئی۔ صلح ہو گئی تو معاویہ کوفہ کی طرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن نخیلہ میں جا اترا اور وہاں نماز پڑھی اور خطبہ دیا اور اس خطبہ کے آخر میں کہا:

إِنِّي وَ اللهِ مَا قَاتَلْتُكُمْ لِتُصَلُّوا وَ لَا لِتَصُومُوا وَ لَا لِتَحُجُّوا وَ لَا لِتُزَكُّوا إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنِّي قَاتَلْتُكُمْ لِأَتَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ وَ قَدْ أَعْطَانِيَ اللهُ ذٰلِكَ وَ أَنْتُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَلَا وَ إِنِّي كُنْتُ مَنَّيْتُ الْحَسَنَ وَ أَعْطَيْتُهُ أَشْيَاءَ وَ جَمِيعُهَا تَحْتَ قَدَمَيَّ لَا أَفِي بِشَيْءٍ مِنْهَا لَهُ.[2]

۱۔ جلاء العیون، مجلسی، ص ۴۳۵

۲۔ الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۱۴

Munna Bhai
HAIR SALON
Expert Hands Waiting For you
SPECIALIST FOR HAIR CUTTING, KHAT, FACIAL, BORN BABY CUTTING, GROOM SERVICES
Rajab Ali: +92 333 2458 560
Munna Bhai: +92 321 3854 028
Raza: +92 331 2166 936
Manek Jee Street, Adjacent to Sajjad Bakery, Shell Petrol Pump Gali, Soldier Bazar no. 2, Karachi.

Outfits
FOF
FASHION OUTFITS AND FOODIES
Foodies
It's time to Shop Online
We are pleased to announce that Fashion Outfits and Foodies has wide range of Ladies causal, party wear and wedding wear collection.
WE ALSO DEAL IN WHOLESALE AND RETAIL
YOU CAN ALSO ENJOY OUR HOMEMADE HYGIENIC YUMMY FOOD
Fashion-Outfits-and-Foodies
+92 316 1054 118

The Storefront.pk
ALL IN ONE STORE
SHOP
WWW.THESTOREFRONT.PK
+92 3358737668 /THESTOREFRONT.PK INFO@THESTOREFRONT.PK

ECONOMICAL PRICES
DIGITAL CONSULTANTS
THE FUTURE OF DIGITALIZATION
DIGITAL SERVICES
Website Development | Digital Marketing
Graphic Designing | Domain Hosting |
Software Development
I.T SERVICES
I.T managed services | I.T helpdesk services
Remote Support and Online Support | Desktop
and server support | Backup and disaster
recovery
NETWORKING
Network security | Structured cabling | Router
configuration | Firewall | Attendance machine
| File server & FTP server
021-37229297 | 0334-3444266
C-2, 3RD FLOOR, DATA CENTER, P.E.C.H.S BLOCK 2,
KARACHI, PAKISTAN.
INFO@DIGITALCONSULTANTS.COM.PK
WWW.DIGITALCONSULTANTS.COM.PK

میں نے تم سے جنگ اس لیے نہیں کی کہ تم نماز پڑھو یا روزے رکھو یا زکوٰۃ ادا کرو بلکہ میں نے تو جنگ اس لیے کی ہے کہ تم پر حکومت کروں اور وہ خدا نے مجھے حکومت دی اگرچہ تم نہیں چاہتے تھے اور چند شرائط جو میں نے حسن علیہ السلام سے طے کی ہیں وہ سب میرے پاؤں کے نیچے ہیں، میں ان میں سے کسی شرط کو پورا نہیں کروں گا۔

پس وہ کوفہ میں داخل ہوا اور چند دن کوفہ میں رہنے کے بعد مسجد میں آیا اور امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ منبر پر جا کر لوگوں سے کہہ دیں کہ خلافت میرا (معاویہ) حق ہے۔ جب حضرت علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے تو حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام پر درود بھیجا اور فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَكْيَسَ الْكَيْسِ التُّقَى وَ أَحْمَقَ الْحُمْقِ الْفُجُورُ وَإِنَّكُمْ لَوْ طَلَبْتُمْ مَا بَيْنَ جَابَلْقَ وَ جَابَرْسَ رَجُلًا جَدُّهُ رَسُولُ اللهِ ص مَا وَجَدْتُمُوهُ غَيْرِي وَ غَيْرَ أَخِي الْحُسَيْنِ وَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ اللهَ هَدَاكُمْ بِجَدِّي مُحَمَّدٍ فَأَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ رَفَعَكُمْ بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ وَ أَعَزَّكُمْ بِهِ بَعْدَ الذِّلَّةِ وَ كَثَّرَكُمْ بِهِ بَعْدَ الْقِلَّةِ إِنَّ مُعَاوِيَةَ نَازَعَنِي حَقّاً هُوَلِي دُونَهُ فَنَظَرْتُ لِصَلَاحِ الْأُمَّةِ وَ قَطْعِ الْفِتْنَةِ وَ قَدْ كُنْتُمْ بَايَعْتُمُونِي عَلَى أَنْ تسالمون [تُسَالِمُوا] مَنْ سَالَمْتُ وَ تحاربون [تُحَارِبُوا] مَنْ حَارَبْتُ فَرَأَيْتُ أَنْ أُسَالِمَ مُعَاوِيَةَ وَ أَضَعَ الْحَرْبَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ وَ قَدْ بَايَعْتُهُ وَ رَأَيْتُ [أَنَ] حَقْنَ الدِّمَاءِ خَيْرٌ مِنْ سَفْكِهَا وَ لَمْ أُرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا صَلَاحَكُمْ وَ بَقَاءَكُمْ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَ مَتَاعٌ إِلَى حِينٍ۔[1]

اے لوگوں! جان لو! بہترین زیر کی اور عقلمندی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور بدترین حماقت فسق و فجور اور خدا کی معصیت ہے۔ اے لوگو! اگر جابلقاء اور جابلسا کے درمیان کسی ایسے شخص کو تلاش کرو کہ جس کا نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو وہ میرے اور میرے بھائی حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی کو نہیں پاؤ گے۔ خدا نے

۱۔ كشف الغمة في معرفة الأئمة (ط - القديمة)؛ ج۱؛ ص۵۷۱

تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہدایت کی لیکن تم اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بردار ہو گئے۔ بے شک معاویہ نے مجھ سے ایک ایسے امر میں نزاع اور جھگڑا کیا ہے جو میرے ساتھ مخصوص تھا اور میں اس کا سزاوار ہوں چونکہ میرے مدد گار نہیں تھے لہٰذا میں اس سے دست بردار ہو گیا، اس امت کی فلاح و بہبود کے لیے اور تمہاری جانوں کی حفاظت کی خاطر۔ تم لوگوں نے مجھ سے بیعت کی تھی کہ جس سے میں صلح کروں تم صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں تم جنگ کرو گے میں نے امت کی مصلحت اس میں سمجھی ہے کہ اس سے صلح کر لوں اور تمہارے خون کی حفاظت خون کے بہائے جانے سے بہتر سمجھی ہے۔ الغرض جو میں نے کہا اس میں تمہاری بھلائی تھی اور جو کچھ میں نے کیا ہے، یہ حجت ہے ہر اس شخص کے لیے جو اس امر کا مرتکب ہو گا اور یہ مسلمانوں کے لیے فتنہ ہے اور منافقوں کیلئے تھوڑا سا نفع ہے اس وقت تک جب اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرے گا اور اس کے اسباب کو مہیّا کرے گا۔

پس معاویہ کھڑا ہوا اور اس نے تقریر کی اور امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں بد گوئی کی۔ امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے تاکہ اس کا جواب دیں۔ امام حسن علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں بٹھا دیا اور خود کھڑے ہوئے اور فرمایا:

أَيُّهَا الذَّاكِرُ عَلِيّاً أَنَا الْحَسَنُ وَ أَبِي عَلِيٌّ وَ أَنْتَ مُعَاوِيَةُ وَ أَبُوكَ صَخْرٌ وَ أُمِّي فَاطِمَةُ وَ أُمُّكَ هِنْدٌ وَ جَدِّي رَسُولُ اللهِ وَ جَدُّكَ حَرْبٌ وَ جَدَّتِي خَدِيجَةُ وَ جَدَّتُكَ قُتَيْلَةُ فَلَعَنَةُ اللهِ عَلَى أَخْمَلِنَا ذِكْراً وَ أَلْأَمِنَا حَسَباً وَ شَرِّنَا قَوْماً وَ أَقْدَمِنَا كُفْراً وَ نِفَاقاً[1]

اے وہ شخص جو علی علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے اور مجھے برا بھلا کہتا ہے میں حسن علیہ السلام ہوں۔ میرا باپ علی بن ابی طالب علیہما السلام ہے، تو معاویہ ہے، تیرا باپ صخر ہے۔ میری ماں فاطمہ علیہا السلام ہے اور تیری ماں ہندہ ہے۔ میرے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تیرا جد حرب ہے۔ میری جدہ (نانی) خدیجہ علیہا السلام ہیں اور تیری جدہ

۱۔ مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج٤؛ ص٣٦

قتیلہ ہے۔ پس خدا لعنت کرے ہر اس شخص پر جو ہم دونوں میں سے زیادہ گمنام ہو، جس کا حسب نسب پست ہو، جس کا کفر قدیمی ہو اور جس میں نفاق زیادہ ہو۔

پس تمام اہلِ مجلس نے گونج کر کہا آمین آمین۔

مؤلف کہتا ہے: اور میں بھی آمین کہتا ہوں پھر سے آمین اور اللہ اس بندے پر رحم کرے جو کہے آمین۔

روایت ہے کہ جب معاویہ اور امام حسن علیہ السلام کے درمیان صلح ہوگئی تو معاویہ نے امام حسین علیہ السلام پر زور دیا کہ وہ بیعت کریں تو امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةُ لَا تُكْرِهْهُ فَإِنَّهُ لَنْ يُبَايِعَ أَبَداً أَوْ يُقْتَلَ وَ لَنْ يُقْتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ أَهْلُ بَيْتِهِ وَ لَنْ يُقْتَلَ أَهْلُ بَيْتِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَهْلُ الشَّامِ[1]

ان سے تعرض نہ کرو کیونکہ وہ بیعت نہیں کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں اور وہ شہید نہیں ہو سکتے جب تک ان کے سب اہلِ بیت علیہ السلام شہید نہ ہوں اور ان کے اہلِ بیت علیہ السلام شہید نہیں ہوں گے جب تک اہلِ شام کو قتل نہ کریں۔

پھر قیس بن سعد کو بلایا کہ وہ بیعت کرے اور وہ بہت قوی تنومند اور بلند قامت جوان تھا۔ جب وہ بڑے گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پاؤں زمین پر لگتے۔ پس قیس بن سعد نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ معاویہ سے ملاقات نہیں کروں گا مگر یہ کہ میرے اور اس کے درمیان نیزہ اور تلوار ہوں گے۔ معاویہ نے اس کی قسم پوری کرنے کے لیے نیزہ اور تلوار منگوائی اور اسے بلایا۔ وہ چار ہزار افراد کے ساتھ گیا ہوا تھا اور معاویہ سے مخالفت کے مقام میں تھا۔ جب دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام نے صلح کر لی تو بہت مضطرب ہوئے اور معاویہ کی مجلس میں آئے اور امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت علیہ السلام سے پوچھا بیعت کرلوں؟ حضرت علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: میرے امام وہ ہیں

۱۔ مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج٤؛ ص٣٥

اور معاملہ ان کے اختیار میں ہے۔ پھر بھی قیس بن سعد کو جتنا کہتے تھے وہ ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا۔ یہاں تک کہ معاویہ کرسی سے اترا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے اس کو حکم دیا تو بیعت کرلی۔

شیخ طبرسی نے احتجاج میں روایت کی ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ صلح کرلی تو لوگ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعض نے اس پر آپ علیہ السلام کی ملامت کی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

وَيْحَكُمْ مَا تَدْرُونَ مَا عَمِلْتُ وَ اللهِ لَلَّذِي عَمِلْتُ لِشِيعَتِي خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ غَرَبَتْ أَلَا تَعْلَمُونَ أَنِّي إِمَامُكُمْ وَ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَيْكُمْ وَ أَحَدُ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِنَصٍّ مِنْ رَسُولِ اللهِ عَلَيَّ ؟ قَالُوا بَلَى۔

وائے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے لیے میں نے کیا کام کیا ہے؟ خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے وہ ہمارے شیعوں کے لیے ان چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں تمہارا امام ہوں، میری اطاعت تم پر واجب ہے اور میں جوانانِ جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص کی رو سے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔

پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جب خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کیا، دیوار کو سیدھا کیا، ایک لڑکے کو قتل کیا تو یہ موسیٰ علیہ السلام کے غضب کا باعث ہوا، چونکہ موسیٰ علیہ السلام پر اس کی وجہِ حکمت مخفی تھی اور جو کچھ خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ خدا کے نزدیک عینِ حکمت تھا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کی گردن میں اس کے زمانہ کے طاغوت کی بیعت نہ ہو مگر ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ کے کہ جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر نماز پڑھیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت مخفی رکھی، اور ان کو غیبت میں رکھا تاکہ جب وہ خروج کریں تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو۔ وہ میرے بھائی حسین علیہ السلام بن سیدۃ الاماء کی اولاد سے نویں فرزند ہوں گے، اللہ ان کی عمر ان کی غیبت میں طولانی کرے

گا پھر انہیں چالیس سال سے کم عمر جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا، تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[1]

چوتھی فصل: امام حسن علیہ السلام کی شہادت

معلوم ہونا چاہیے کہ اس امام مظلوم علیہ السلام کی شہادت میں اختلاف ہے۔ بعض ۵۰ ھ کے ماہ صفر کی سات تاریخ اور بعض اسی ماہ کی اٹھائیس تاریخ بتاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی عمر مبارک کے سلسلہ میں بھی اختلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ سینتالیس سال تھی جیسا کہ صاحب کشف الغمہ نے ابن خشاب کی روایت سے حضرت امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی عمر شریف وفات کے وقت سینتالیس سال تھی۔ حضرت علیہ السلام اور ان کے بھائی امام حسین علیہ السلام کے درمیان مدت حمل کا فاصلہ چھ مہینے ہے اور حسن علیہ السلام اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات سال رہے۔ ان کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تیس سال گزارے۔ اپنے پدر بزرگوار کے بعد دس سال زندگی گزاری۔[2]

قطب راوندی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنے اہلبیت علیہ السلام سے فرمایا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح زہر سے شہید ہوں گا۔ وہ پوچھتے کہ یہ کام کون کرے گا؟ تو فرماتے کہ میری بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس۔ معاویہ مخفی طور پر اس کے پاس زہر بھیجے گا اور اسے حکم دے گا کہ وہ زہر مجھے کھلائے۔ وہ کہتے کہ پھر اسے گھر سے نکال دیجئے اور اپنے سے دور رکھیئے تو فرماتے کہ کیسے میں اس کو گھر سے نکال دوں، ابھی تک تو اس سے یہ کام سرزد نہیں ہوا اور اگر اس کو

۱۔الإحتجاج علی أهل اللجاج (للطبرسي)؛ ج۲؛ ص۲۸۹

۲۔کشف الغمة في معرفة الأئمة (ط - القديمة)؛ ج۱؛ ص۵۸۳

نکال دوں تو اس کے علاوہ مجھے کوئی قتل نہیں کرے گا اور وہ لوگوں کے سامنے عذر پیش کرے گی کہ بے جرم و خطا مجھے گھر سے نکال دیا ہے پس ایک مدت کے بعد معاویہ نے بہت سا مال زہر قاتل کے ساتھ جعدہ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ یہ زہر امام حسن علیہ السلام کو کھلا دے تو میں تجھے ایک لاکھ درہم دوں گا اور یزید سے شادی کروں گا۔ پس اس خبیثہ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ حضرت علیہ السلام کو زہر دے۔ ایک دن امام حسن علیہ السلام روزہ سے تھے۔ دن سخت گرم تھا اور پیاس نے آپ علیہ السلام پر اثر کیا ہوا تھا۔ افطار کے وقت آپ علیہ السلام بہت پیاسے تھے۔ وہ عورت شربتِ شیر آپ علیہ السلام کے لیے لائی۔ اس میں وہ زہر ڈال رکھا تھا۔ وہ حضرت علیہ السلام کو دیا۔ جب آپ علیہ السلام نے اسے نوش فرمایا اور زہر کو محسوس کیا (تو انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور خداوند عالم کی حمد کی کہ وہ اس جہان فانی سے جہان جاودانی کی طرف لے جا رہا ہے۔ فرمایا اب میری اپنے نانا، باپ، ماں، اور دو چچاؤں جعفرؑ و حمزہؑ سے ملاقات ہو گی۔ پھر آپ علیہ السلام نے جعدہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے دشمنِ خدا تو نے مجھے قتل کیا ہے خدا تجھے قتل کرے گا۔ خدا کی قسم میرا نعم البدل تجھے نہیں مل سکے گا۔ اس شخص نے تجھے دھوکہ دیا۔ خدا تجھے اور اس کو اپنے عذاب سے رسوا و ذلیل فرمائے۔ پس حضرت علیہ السلام دو دن درد والم میں مبتلا رہے اور اس کے بعد اپنے جد بزرگوار اور پدر عالی قدر سے جا ملے۔ معاویہ نے اس ملعونہ کے ساتھ اپنے وعدے پورے نہ کیے۔ ایک روایت ہے کہ وہ مال تو دے دیا جس کا وعدہ کیا تھا لیکن اس کی شادی یزید سے نہ کی اور کہا جس نے حسن علیہ السلام سے وفا نہیں کی وہ یزید سے بھی وفا نہیں کرے گی۔[1]

شیخ مفید رضوان اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

جب امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان صلح ہو گئی تو حضرت علیہ السلام مدینہ تشریف لے گئے اور ہمیشہ ضبط سے کام لیتے رہے۔ اپنے گھر میں رہے اور اپنے خدا کے امر کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ معاویہ کی

۱۔ الخرائج والجرائح؛ ج۱؛ ص۲۴۱

حکومت کے دس سال گزر گئے۔ معاویہ نے چاہا کہ اب اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لے۔ (چونکہ یہ بات اس صلح کی شرائط کے خلاف تھی جو اس نے امام حسن علیہ السلام سے کی تھی لہٰذا اس وجہ سے اور حشمت و جلال امام حسن علیہ السلام اور لوگوں کے آپ علیہ السلام کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے بھی معاویہ کو خطرہ تھا۔ پس اس نے پختہ ارادہ کیا کہ حضرت علیہ السلام کو قتل کرے۔ اس نے بادشاہ روم سے زہر منگوایا اور ایک لاکھ درہم کے ساتھ وہ زہر جعدہ بنتِ اشعث بن قیس کے پاس بھیجا اور ضمانت دی کہ اگر جعدہ حضرت علیہ السلام کو یہ زہر دے دے اور زہر سے آپ علیہ السلام کو شہید کر دے تو اس کو یزید کے نکاح میں لے آئے گا۔ لہٰذا جعدہ نے مال کی لالچ اور اس جھوٹے وعدے کی بنا پر شربت میں زہر ملا کر آپ علیہ السلام کو زہر دے دیا۔ حضرت علیہ السلام چالیس دن تک حالتِ بیماری میں زندہ رہے اور پے در پے وہ زہر آپ علیہ السلام کے وجود مبارک میں اثر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ماہ صفر ۵۰ھ میں آپ علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپ علیہ السلام کا سن مبارک اڑتالیس سال تھا اور مدت خلافت و امامت دس سال، آپ علیہ السلام کے بھائی امام حسین علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کی اور اپنی دادی جنابِ فاطمہ بنتِ اسد علیہا السلام کے ساتھ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔[1]

کتاب احتجاجِ طبرسی میں روایت ہے کہ ایک شخص امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام نے ہماری گردنیں خم کرا دیں اور ہم شیعوں کو بنی امیہ کا غلام بنا دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کس طرح؟ وہ کہنے لگا چونکہ آپ علیہ السلام نے خلافت معاویہ کے سپرد کر دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم مدد کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اگر میرے مددگار ہوتے تو میں رات دن اس سے جنگ کرتا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچانا، ان کا امتحان لیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ میرے کام کے نہیں، ان کے عہد و پیمان میں وفا نہیں اور ان کی گفتار

۱۔الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد؛ ج۲؛ ص۱۵

وکردار پر اعتماد نہیں۔ ان کی زبان میرے ساتھ اور دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں، حضرت علیہ السلام یہ بات کررہے تھے کہ اچانک آپ علیہ السلام کے حلق سے خون آیا۔ آپ علیہ السلام نے طشت منگواکر زمین پر نیچے رکھا۔ پے درپے آپ علیہ السلام کے حلق مبارک سے خون آتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ طشت خون سے پُر ہو گیا۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے؟ فرمایا: معاویہ نے زہر بھیجا تھا جو مجھے پلا دیا گیا ہے اور میرے جگر تک پہنچ گیا ہے۔ یہ خون جو تم طشت میں دیکھ رہے ہو میرے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ علیہ السلام علاج کیوں نہیں کرواتے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا دومرتبہ پہلے مجھے زہر دیا گیا ہے اس کا علاج کیا ہے، یہ تیسری مرتبہ ہے جو کہ قابلِ علاج ودوا نہیں۔[1]

صاحب کفایۃ الاثر سند معتبر کے ساتھ جنادہ بن ابی امیہ سے روایت کرتا ہے:

میں امام حسن علیہ السلام کی اس بیماری میں کہ جس میں آپ علیہ السلام نے رحلت فرمائی حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا آپ علیہ السلام کے سامنے طشت رکھا ہے اور آپ علیہ السلام کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اس میں گر رہا ہے۔ میں نے عرض کیا: مولا علیہ السلام آپ اپنا علاج کیوں نہیں کرواتے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے بندۂ خدا! موت کا کس چیز سے علاج کیا جائے۔ میں نے کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون تو آپ علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ خلیفہ اور امام ہوں گے کہ جن میں سے گیارہ علی علیہ السلام وفاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہیں اور وہ تلوار یا زہر سے شہید ہوں گے پس آپ علیہ السلام کے قریب سے طشت اٹھا دیا گیا۔ حضرت علیہ السلام رونے لگے۔ میں نے عرض کی اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وعظ ونصیحت کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ فرمایا: سفر آخرت کے لیے تیار ہو جاؤ اور اس سفر کا زادراہ اجل کے آنے سے پہلے حاصل کرلو۔ جان لو کہ تم دنیا کو طلب کرتے ہو اور موت تمہیں تلاش کرتی ہے جو دن ابھی نہیں آیا اور اس کے غم واندوہ کا بوجھ اس دن پر نہ ڈالو جس میں تم ہو اور جان لو کہ

۱۔الإحتجاج علی أهل اللجاج (للطبرسي)؛ ج۲؛ ص۲۹۱

دنیا کے حلال میں حساب اور اس کے حرام میں عقاب ہے اور اس کے مشتبہات کے ارتکاب میں عقاب و سرزنش ہے پس دنیا کو اپنے نزدیک ایک مردار فرض کرو اور اس سے صرف اتنا لو جو تمہارے لیے کافی ہے کیونکہ وہ مال حلال ہے جس طرح کہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہوتا ہے اور اگر عتاب ہوا بھی تو وہ بہت تھوڑا ہو گا اور دنیا کے لیے اس طرح کام کر گویا تو اس میں ہمیشہ رہے گا اور آخرت کے لیے اس طرح کام کر گویا کل مر جائے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ قوم و قبیلہ کے بغیر تو عزت دار رہے اور سلطنت و حکومت کے بغیر تیری عزت ہو تو گناہ کی ذلت سے نکل کر اطاعت خدا کی طرف ہو جا۔ اس قسم کے مواعظ اور باتیں کیں یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کا سانس رک گیا اور رنگ مبارک زرد ہو گیا۔ پس امام حسین علیہ السلام اسود بن الاسود کے ساتھ دروازہ سے آئے اور اپنے بھائی کو گلے لگایا اور ان کے سر اور پیشانی کے بوسے لیے۔ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ بہت سی راز کی باتیں ایک دوسرے سے کرتے رہے۔ پھر اسود نے کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ گویا اسے امام حسن علیہ السلام کی وفات کی خبر ہو گئی تھی۔ پس آپ علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو اپنا وصی قرار دیا اور ان سے اسرار امامت کہے اور ودائع خلافت ان کے سپرد کیے اور آپ علیہ السلام کی روح مقدس نے ریاض قدس کی طرف پرواز کی۔ یہ واقعہ جمعرات کے دن آخر ماہ صفر ۵۰ھ کو ہوا اور اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر شریف سینتالیس سال تھی اور بقیع میں دفن ہوئے۔[1]

شیخ طوسی اور دوسرے علما کی روایت کے مطابق جب امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا اور دنیا سے کوچ کرنے کے آثار آنجناب پر حاضر ہوئے تو امام حسین علیہ السلام ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے بھائی آپ علیہ السلام اپنے آپ علیہ السلام کو کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

أَجِدُنِی فِی أَوَّلِ یَوْمٍ مِنْ أَیَّامِ الْآخِرَةِ وَ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ أَیَّامِ الدُّنْیَا، وَ اعْلَمْ أَنِّی لَا أَسْبِقُ أَجَلِی، وَ أَنِّی وَارِدٌ عَلَى أَبِی وَ جَدِّی (عَلَیْهِمَا السَّلَامُ)، عَلَى كُرْهٍ مِنِّی لِفِرَاقِكَ وَ فِرَاقِ إِخْوَتِكَ وَ فِرَاقِ الْأَحِبَّةِ، وَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ

۱۔ كفاية الأثر في النص على الأئمة الإثني عشر؛ ص۲۲۶

مَقَالَتِی هَذِهِ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ، بَلْ عَلَى مَحَبَّةٍ مِنِّی لِلِقَاءِ رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) وَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (عَلَيْهِ السَّلاَمُ) وَ لِقَاءِ فَاطِمَةَ وَ حَمْزَةَ وَ جَعْفَرٍ (عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ)، وَ فِي اللهِ (عَزَّ وَ جَلَّ) خَلَفٌ مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَ عَزَاءٌ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ، وَ دَرَكٌ مِنْ كُلِّ مَا فَاتَ رَأَيْتَ يَا أَخِي كَبِدِي آنِفاً فِي الطَّسْتِ، وَ لَقَدْ عَرَفْتَ مَنْ دَهَانِي، وَ مِنْ أَيْنَ أُتِيتُ، فَمَا أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ يَا أَخِي؟[1]

حضرت علیہ السلام نے فرمایا میں خود کو آخرت کے پہلے دن اور دنیا کے آخری دن میں دیکھ رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اپنی اجل سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور میں اپنے بابا اور نانا کے پاس جارہا ہوں۔ تمہاری جدائی، اور تمہارے دوستوں اور بھائیوں کی جدائی پسند نہیں کرتا اور اپنی اس گفتگو سے میں استغفار کرتا ہوں بلکہ میں جانا چاہتا ہوں تاکہ اپنے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بابا امیر المومنین علیہ السلام اور والدہ گرامی فاطمہ زہرا علیہا السلام اور دونوں چچا حمزہ علیہ السلام و جعفر علیہ السلام سے ملاقات کروں۔ خدا ہر جانے والے کا بدل ہے اور خدا کا ثواب ہر مصیبت کی تسلی اور وہ فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے اور ہاں بھائی میں نے اپنے جگر کو طشت میں دیکھا ہے، مجھے معلوم ہے کہ کس شخص نے یہ سلوک مجھ سے کیا ہے۔ کون اس کا اصلی ذمہ دار ہے۔ اگر تمہیں بتادوں تو کیا کروں گے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

أَقْتُلُهُ وَ اللهِ. قَالَ: فَلاَ أُخْبِرُكَ بِهِ أَبَداً حَتَّى نَلْقَى رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ)

امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا میں اسے قتل کروں گا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا پس میں تمہیں ہرگز کبھی نہیں بتاؤں گا یہاں تک کہ ہم اپنے جد بزرگوار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں لیکن اے بھائی میرا وصیت نامہ اس طرح لکھو:

1۔ الأمالي (للطوسي)؛ النص؛ ص١٥٩

امام حسن علیہ السلام کا وصیت نامہ

وَ لَكِنِ اكْتُبْ: هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى أَخِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، أَوْصَى أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَ أَنَّهُ يَعْبُدُهُ حَقَّ عِبَادَتِهِ، لاَ شَرِيكَ لَهُ فِي الْمُلْكِ، وَ لاَ وَلِيَّ لَهُ مِنَ الذُّلِّ، وَ أَنَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيراً، وَ أَنَّهُ أَوْلَى مَنْ عُبِدَ وَ أَحَقُّ مَنْ حُمِدَ، مَنْ أَطَاعَهُ رَشَدَ، وَ مَنْ عَصَاهُ غَوَى، وَ مَنْ تَابَ إِلَيْهِ اهْتَدَى. فَإِنِّي أُوصِيكَ يَا حُسَيْنُ بِمَنْ خَلَّفْتُ مِنْ أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ أَهْلِ بَيْتِكَ، أَنْ تَصْفَحَ عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَ تَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَ تَكُونَ لَهُمْ خَلَفاً وَ وَالِداً، وَ أَنْ تَدْفِنَنِي مَعَ جَدِّي رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) فَإِنِّي أَحَقُّ بِهِ وَ بِبَيْتِهِ مِمَّنْ أُدْخِلَ بَيْتَهُ بِغَيْرِ إِذْنِهِ وَ لاَ كِتَابٍ جَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ، قَالَ اللهُ (تَعَالَى) فِيمَا أَنْزَلَهُ عَلَى نَبِيِّهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) فِي كِتَابِهِ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ» فَوَ اللهِ مَا أُذِنَ لَهُمْ فِي الدُّخُولِ عَلَيْهِ فِي حَيَاتِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، وَ لاَ جَاءَهُمُ الْإِذْنُ فِي ذَلِكَ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهِ، وَ نَحْنُ مَأْذُونٌ لَنَا فِي التَّصَرُّفِ فِيمَا وَرِثْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَإِنْ أَبَتْ عَلَيْكَ الاِمْرَأَةُ فَأَنْشُدُكَ بِالْقَرَابَةِ الَّتِي قَرَّبَ اللهُ (عَزَّ وَ جَلَّ) مِنْكَ، وَ الرَّحِمِ الْمَاسَّةِ مِنْ رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) أَنْ لاَ تُهَرِيقَ فِيَّ مِحْجَمَةً مِنْ دَمٍ حَتَّى نَلْقَى رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) فَنَخْتَصِمَ إِلَيْهِ، وَ نُخْبِرَهُ بِمَا كَانَ مِنَ النَّاسِ إِلَيْنَا بَعْدَهُ ثُمَّ قُبِضَ.

یہ وصیت ہے حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام کی اپنے بھائی حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کو: میں وصیت کرتا ہوں کہ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں کہ جس کا خدائی میں کوئی شریک نہیں اور وہ لائق پرستش ہے اور معبود ہونے میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے جو ساتھی و مددگار کا محتاج نہیں، تمام چیزوں کو اس نے خلق کیا ہے، ہر چیز کی تقدیر اس نے کی ہے۔ وہ ان سے عبادت کے زیادہ لائق ہے جن کی عبادت کی جاتی ہے اور جن کی تعریف کی جاتی ہے اور ان سے زیادہ حمد و ثنا کا سزاوار ہے جو اس کی اطاعت کرے، وہ کامیاب ہے اور جو اس کی معصیت اور نافرمانی کرے وہ گمراہ ہے، جو اس کی بارگاہ میں توبہ کرے وہ ہدایت پاتا ہے پس اے حسین علیہ السلام وصیت و سفارش کرتا ہوں تجھے ان کے

حق میں کہ جنہیں اپنے بعد چھوڑے جارہا ہوں، اپنے اہلِ اور اولاد اور تیرے اہل بیت علیہم السلام کے حق میں کہ ان میں سے غلطی کرنے والوں سے درگزر کرنا اور نیکو کاروں کی نیکی کو قبول کرنا۔ آپ علیہ السلام میری طرف سے ان پر میرے جانشین ہیں اور ان کے لئے مہربان باپ ہیں۔

میں وصیّت کرتا ہوں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کیجئے گا کیونکہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے گھر پر ان لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ حالانکہ خداوند عالم نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اپنی کتاب مجید میں فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدۡخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُؤۡذَنَ لَكُمۡ اے ایمان والوں! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک تمہیں اجازت نہ ملے۔ خدا کی قسم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی زندگی میں اجازت نہیں دی تھی کہ وہ اذن کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہوں اور نہ اپنی وفات کے بعد کے لیے انہیں اجازت دے گئے تھے لیکن ہمیں اِذن ہے اور اجازت ہے کہ ہم ہر اس چیز میں تصرف کریں جو ہمیں وراثت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی ہے۔ بس بھائی اگر وہ عورت مانع ہو تو تجھے میں قرابت ورحم کی قسم دیتا ہوں کہ میرے جنازے پر بالکل خون خرابہ نہ ہو یہاں تک کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں اور ان کے سامنے اپنا معاملہ پیش کروں اور ان چیزوں کی شکایت کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے میں نے برداشت کی ہیں۔[1]

کافی وغیرہ کی روایت کے مطابق فرمایا:

لَمَّا احْتُضِرَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ع قَالَ لِلْحُسَيْنِ يَا أَخِي إِنِّي أُوصِيكَ بِوَصِيَّةٍ فَاحْفَظْهَا فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَهَيِّئْنِي ثُمَّ وَجِّهْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ص لِأُحْدِثَ بِهِ عَهْداً ثُمَّ اصْرِفْنِي إِلَى أُمِّي فَاطِمَةَ ع ثُمَّ رُدَّنِي فَادْفِنِّي بِالْبَقِيعِ وَ اعْلَمْ

۱۔الأمالي (للطوسي)؛ النص؛ ص۱۵۹

أَنَّهُ سَيُصِيبُنِي مِنَ الْحُمَيْرَاءِ مَا يَعْلَمُ النَّاسُ مِنْ صَنِيعِهَا وَ عَدَاوَتِهَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ ص وَ عَدَاوَتِهَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْت...[1]

میرے بھائی میری آپ علیہ السلام کو وصیت ہے پس آپ علیہ السلام اس کو محفوظ کریں، جب مجھے موت آجائے تو مجھے آمادہ کر کے مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے جائیں تا کہ میں ان سے گفتگو کروں پھر مجھے میری ماں فاطمہ علیہا السلام کی طرف لے جائیں پھر مجھے پلٹائیں اور مجھے بقیع میں دفن کریں، اور جان لیجئے کہ عنقریب مجھے اُس حُمَیراء سے مصیبتیں پہنچیں گی جس کی اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی اور کینہ و بغض اور ہم اہلبیت علیہم السلام سے اس کی عداوت لوگوں کو معلوم ہے۔

جب آپ علیہ السلام اپنی وصیتوں سے فارغ ہوئے تو دنیا کو الوداع کہہ کر بہشت کو سدھارے۔

شہادت کے بعد کے حالات اور تدفین

ابنِ عباس کہتے ہیں کہ جب حضرت علیہ السلام نے عالم بقا کی طرف رحلت کی تو امام حسین علیہ السلام نے مجھے، عبد اللہ بن جعفر اور میرے بیٹے علی کو بلایا اور حضرت علیہ السلام کو غسل دیا اور چاہا کہ روضہ منورہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھول کر آپ علیہ السلام کو وہاں لے جائیں تو مروان، آلِ ابو سفیان اور اولادِ عثمان جمع ہوئے اور مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ عثمان مظلوم تو بقیع کی بدترین جگہ میں دفن ہوئے اور حسن علیہ السلام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن ہو؛ یہ کبھی نہیں ہوگا جب تک نیزے اور تلوار نہ ٹوٹ جائیں اور ترکش تیروں سے خالی نہ ہو جائیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔الكافي (ط – الإسلامية)؛ ج۱؛ ص۳۰۲

فَقَالَ الْحُسَيْنُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ): أَمَا وَ اللهِ الَّذِي حَرَّمَ مَكَّةَ- لَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ابْنُ فَاطِمَةَ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ وَ بَيْتِهِ مِمَّنْ أُدْخِلَ بَيْتَهُ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، وَ هُوَ وَ اللهِ أَحَقُّ بِهِ مِنْ حَمَّالِ الْخَطَايَا، مُسَيِّرِ أَبِي ذَرٍّ (رَحِمَهُ اللهُ)، الْفَاعِلِ بِعَمَّارٍ مَا فَعَلَ، وَ بِعَبْدِ اللهِ مَا صَنَعَ، الْحَامِي الْحِمَى، الْمُؤْوِي لِطَرِيدِ رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ)، لَكِنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَهُ الْأُمَرَاءَ، وَ بَايَعَكُمْ عَلَى ذَلِكَ الْأَعْدَاءُ وَ أَبْنَاءُ الْأَعْدَاءِ.

قسم ہے اس خدا کی جس نے مکہ کو حرمِ محترم قرار دیا ہے، حسن علیہ السلام جو علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کے فرزند ہیں وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے گھر کے زیادہ حقدار ہیں ان لوگوں سے جو بغیر اجازت کے وہاں داخل ہوئے اور خدا کی قسم وہ اس خطاؤں کے پیکر سے بھی زیادہ سزاوار ہیں جو گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہوئے تھا جس نے ابو ذر کو مدینہ سے نکالا اور عمار و ابنِ مسعود کے ساتھ جو کچھ کیا اور جس نے مدینہ کے اطراف اور اس کی چراگاہوں کو غرق کر دیا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلاوطن کیے ہوئے اشخاص کو پناہ دی۔[1]

دوسری روایت کے مطابق مروان اپنے خچر پر سوار ہو کر اس عورت کے پاس گیا اور کہا کہ حسین علیہ السلام اپنے بھائی حسن علیہ السلام کو لایا ہے تاکہ اسے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرے۔ آؤ اور اس کو روکو۔ پس مروان اپنے خچر سے اتر آیا اور اس کو خچر پر سوار کیا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس لے آیا اور وہ چیخ رہا تھا اور بنی امیہ کو ابھارتا تھا کہ حسن علیہ السلام کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دو۔

ابنِ عباس کہتے ہیں کہ ہم انہیں باتوں میں تھے کہ اچانک ہم نے آوازیں سنیں اور کسی کو آتے دیکھا کہ فتنہ و شر کے آثار اس سے ظاہر تھے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو فلاں عورت چالیس سواروں کے ساتھ آرہی ہے اور لوگوں کو جنگ کرنے پر اکسا رہی ہے۔ جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مجھے بلایا اور کہنے

۱۔الأمالي (للطوسي)؛ النص؛ ص ۱۶۰

لگی: اے ابنِ عباس! تم مجھ پر جری ہو گئے ہو، ہر روز مجھے تکلیف و آزار پہنچاتے ہو اور چاہتے ہو کہ میرے گھر میں اس شخص کو داخل کرو جس کو میں دوست نہیں رکھتی اور نہ اسے چاہتی ہوں۔

میں نے کہا: ہائے افسوس! ایک دن اونٹ پر سوار ہوتی ہو اور ایک دن خچر پر اور چاہتی ہو کہ نور خدا کو بجھادے اور دوستانِ خدا کے ساتھ جنگ کرے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے حبیب و دوست کے درمیان حائل ہوتی ہو۔

پس وہ عورت قبر کے قریب آئی اور اپنے آپ علیہ السلام کو خچر سے گرادیا اور چلانے لگی کہ خدا کی قسم میں حسن علیہ السلام کو یہاں دفن نہیں ہونے دوں گی جب تک میرا ایک بال میرے سر پر ہے۔[1]

اور دوسری روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کے جنازے پر تیروں کی بارش کی گئی یہاں تک کہ ستر تیر آپ علیہ السلام کے جنازے سے نکالے گئے۔ پس بنی ہاشم نے چاہا کہ تلواریں نیام سے نکالیں اور جنگ کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ الْحُسَيْنُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اللهَ اللهَ لَا تُضَيِّعُوا وَصِيَّةَ أَخِي وَ اعْدِلُوا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ فَإِنَّهُ أَقْسَمَ عَلَيَّ إِنْ مُنِعْتُ مِنْ دَفْنِهِ مَعَ جَدِّهِ رَسُولِ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) لَا أُخَاصِمُ أَحَداً وَ أَنْ أَدْفِنَهُ فِي الْبَقِيعِ[2]

تمہیں میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے بھائی کی وصیت کو ضائع نہ کرو (اور ایسا نہ کرنا کہ خون بہے) اور انہیں بقیع لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھے قسم دی تھی کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرنے نہ دیا جائے تو کسی سے جنگ نہ کروں اور بقیع میں دفن کر دوں۔

پھر آپ علیہ السلام نے ان لوگوں سے خطاب کیا:

۱۔ الأمالي (للطوسي)؛ النص؛ ص ۱۶۰

۲۔ الهداية الكبرى ؛ ص۱۸۶

میرے بھائی کی وصیت نہ ہوتی تو تم دیکھتے کہ میں کس طرح انہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن کرتا ہوں اور تمہاری ناک خاک میں رگڑتا ہوں۔

پس حضرت علیہ السلام کا جنازہ اٹھایا اور جنت البقیع کی طرف لے چلے اور انہیں ان کی دادی جنابِ فاطمہ بنتِ اسد علیہا السلام کے پاس دفن کیا۔

ابو الفرج روایت کرتا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام کا جنازہ بقیع کی طرف لے گئے اور فتنہ کی آگ بجھ گئی تو مروان نے بھی تشییع جنازہ کی اور امام حسن علیہ السلام کے تابوت کو کندھا دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ ع تَحْمِلُ الْيَوْمَ جَنَازَتَهُ وَ كُنْتَ بِالْأَمْسِ تُجَرِّعُهُ الْغَيْظَ قَالَ مَرْوَانُ نَعَمْ كُنْتُ أَفْعَلُ ذَلِكَ بِمَنْ يُوَازِنُ حِلْمُهُ الْجِبَالَ[1]

کیا امام حسن علیہ السلام کے جنازے کو تُو اٹھا رہا ہے؟ حالانکہ خدا کی قسم ہمیشہ میرے بھائی کے دل کو ان کی زندگی میں تُو خون سے پُر کرتا رہا اور ہمیشہ انہیں غیظ و غضب کے گھونٹ پلاتا رہا۔

مروان نے کہا: میں یہ کام ایسے شخص سے کرتا رہا جس کا حلم و بردباری پہاڑ کے برابر تھا۔

ابنِ شہر آشوب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت امام حسن علیہ السلام کے بدن مبارک کو لحد میں رکھا گیا تو امام حسین علیہ السلام نے مرثیہ کے چند اشعار کہے جن میں سے دو شعر یہ ہیں:

أَأَدْهُنُ رَأْسِي أَمْ تَطِيبُ مَجَالِسِي ... وَ رَأْسُكَ مَعْفُورٌ وَ أَنْتَ سَلِيبٌ

بُكَائِي طَوِيلٌ وَ الدُّمُوعُ غَزِيرَةٌ ... وَ أَنْتَ بَعِيدٌ وَ الْمَزَارُ قَرِيبٌ[2]

۱۔ مقاتل الطالبین، ص ۸۲،۵۳،۴۹، شرح نھج البلاغه لابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۳،۵۱، بحار الأنوار (ط – بيروت)؛ ج۴۴؛ ص۱۴۵

۲۔ مناقب آل أبي طالب عليهم السلام (لابن شهرآشوب)؛ ج٤؛ ص٤٥

کیا میں اپنے سر میں تیل لگاؤں اور داڑھی کو خوشبودار کروں حالانکہ آپ علیہ السلام کا سر خاک آلود ہے۔ آپ علیہ السلام ہم سے چھین لیے گئے ہیں۔ میرا رونا طویل اور آنسو زیادہ ہیں۔ آپ علیہ السلام دور چلے گئے ہیں۔ حالانکہ زیارت گاہ تو نزدیک ہے۔

آپ علیہ السلام پر گریہ کرنے اور زیارت کی فضیلت

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَا يَزَالُ الْأَمْرُ بِهِ حَتَّى يُقْتَلَ بِالسَّمِّ ظُلْماً وَ عُدْوَاناً فَعِنْدَ ذَلِكَ تَبْكِي الْمَلَائِكَةُ وَ السَّبْعُ الشِّدَادُ لِمَوْتِهِ وَ يَبْكِيهِ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الطَّيْرُ فِي جَوِّ السَّمَاءِ وَ الْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ فَمَنْ بَكَاهُ لَمْ تَعْمَ عَيْنُهُ يَوْمَ تَعْمَى الْعُيُونُ وَ مَنْ حَزِنَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْزَنْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَحْزَنُ الْقُلُوبُ وَ مَنْ زَارَهُ فِي بَقِيعِهِ ثَبَتَتْ قَدَمُهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ[1]

جب میرے بیٹے حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا جائے گا تو سات آسمانوں کے فرشتہ اس پر گریہ کریں گے اور تمام چیزیں اس پر روئیں گی یہاں تک کہ فضا کے پرندے اور مچھلیاں جو پانی کی گہرائی میں ہوں۔ جو شخص حسن علیہ السلام پر روئے گا اس کی آنکھ اس دن اندھی نہیں ہو گی جس دن آنکھیں بے نور ہو جائیں گی اور کوئی شخص اس کی مصیبت پر اندوہناک اور غمگین ہو گا تو اس کا دل اس دن غمناک نہیں ہو گا جس دن لوگوں کے دل اندوہناک ہوں گے اور جو شخص بقیع میں اس کی زیارت کرے گا وہ پلِ صراط پر اس وقت ثابت قدم رہے گا جس وقت لوگوں کے قدم اس پر پھسلیں گے۔

۱۔ الأمالي (للصدوق)؛ النص؛ ص ١١٤

نفاست
Home
The Smart Choice

کرونا وائرس نے ہم سبھی کو متاثر کیا ہے۔ ان حالات میں نفاست ہوم لایا آپ کیلئے انتہائی مناسب قیمت پر فرنیچر، الیکٹرونک، آلات، کھلونے، برتن، کتابیں وغیرہ۔

ابھی گھر بیٹھے لائیو شاپنگ کے ذریعے آرڈر کریں۔

LIVE VIDEO SHOPPING

نمبر: 0300 2810859
0333 3029522

دن: پیر-ہفتہ
اوقات: صبح ۱۰:۳۰ - دوپہر ۳:۰۰

بڑھتی ہوئی مہنگائی میں اس عید کے موقع پربھی
نفاست فیشن لایا آپ کے لئےمن پسندملبوسات
مناسب قیمت پر۔

نفاست فیشن پر ہر موقع کی مناسبت سے
مردانہ،زنانہ اور بچکانہ کپڑوں کی
بہترین ورائیٹی دستیاب ہے۔

تو آج ہی کال یا واٹس ایپ کریں اور گھر بیٹھے لائیو شاپنگ کریں۔

LIVE VIDEO SHOPPING

دن: پیر-ہفتہ(علاوہ جمعہ)
اوقات: صبح ۹:۳۰ - شام ٤:۰۰

نمبر:0334 3993885

HEMANI

Live Natural

PERSONAL CARE & HYGIENE

SANITIZER | HANDWASH | DISINFECTANT SPRAY

As Per WHO Standards

NATURAL LIFESTYLE SOLUTIONS

SHOP ONLINE AT

hemaniherbals.com | info@hemanitrading.ae

Phone: 00 92 300 824 4093 | 00 964 782 707 2517
E-Mail: packages@thebaronhotels.com
Web: www.thebaronhotels.com

thebaronkarbala